رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۹

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر ۴۴	ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہے ۳ نومبر ۱۹۱۱ء	جلد ۳۹

گلدستۂ اخبار

دہلی کے ہندوؤں نے ٹون ہال میں ایک بڑا جلسہ کیا جس میں انہوں نے تجویز کی کہ ۱۲ دسمبر کو دربار کے موقعہ پر سادھوؤں کا پروسیشن نکالیں +

ہم ابوہر کی نسبت بغرض پولیٹیشن مخالفت کر رہے ہیں +

ٹریپولی میں اب تک ترکوں کی طرف سے سخت حملے کئے جا رہے ہیں ۲۳ اکتوبر کو انہوں نے پیچھے سے ایک سخت حملہ کیا +

مسٹر ٹیکس نامے ایک ہوائی جہاز چلانے والا ۲۳ اکتوبر کو لنڈن میں ہلاک ہوا۔ ان موتوں کا شمار ۔۔ آٹھ تک پہنچ چکا ہے +

پرتگال میں بھی بلوہ ہو رہے ہیں مفسد ارادہ کرتے ہیں کہ اپورٹس کو قابو کر کے لسبن پر چڑھائی کریں +

خبر ہے کہ ٹریپولی کو ترکی سپاہیوں نے چھوڑ دیا ہے اور پہاڑوں کی طرف چلے گئے ہیں +

ولایت میں میری واکر نامے ایک لیڈی نے سیناٹیٹوگراف کی تصویریں دیکھتے ہوئے ہنستے ہنستے انتقال کیا +

سرکار بمبئی نے گھوڑ دوڑ کے قماربازوں میں سخت بندش کر دی ہے جس سے اس کے نہ ہونے کا احتمال ہے +

امسال پہاڑوں پر سردی کے جلد شروع ہونے کے آثار ظاہر ہوتے ہیں ماہ نومبر تک نیچے اترنے والے ملازموں کو سخت دقت ہوگی +

اب رجسٹری کے ذریعے سے نوٹ نا جا سکیں گے بلکہ بیمہ کرانا ضروری ہوگا +

مسٹر بپن چندر پال ولایت سے آتے ہوئے گرفتار کئے گئے اور سزایاب ہوئے +

اٹلی میں جنگ میں جانے والے سپاہیوں کی لوگ ضیافتیں کرتے اور ان کو خوشی سے وداع کرتے ہیں +

آسٹریلیا کی گورنمنٹ نے آزمائش کے طور پر انگوروں کو ۳ ماہ تک برف میں رکھ کر تازہ پایا +

کلکتہ میں ۲۰ قابلیوں نے بلوہ کیا اور پولیس کے ساتھ لڑائی کی فی الحال ۲۰ قابلی گرفتار ہیں +

مرشد آباد میں ایک عورت ڈگھی قلندر باغ میں نہانے کے واسطے گئی اور مشکل سے گھڑیال کے پنجہ سے بچی جو بعد میں مارا گیا +

سول اینڈ ملٹری گزٹ مخبر ہو کہ بنغازی سے خط کے ذریعے سخت لڑائی کی خبر آئی ہے +

قصبہ بنغازی پر گولہ اندازی ہوئی۔ ۸ آدمی مارے گئے۔ ۱۰ زخمی ہوئے +

برٹش قانسل زخمی ہوا۔ اغلب ہے باشندگان میں سے قریب ۴ ہزار آدمی ضائع ہوئے +

بعد کی خبر ہے کہ بنغازی میں ۳ سو ترک مارے گئے۔ اور ۱۲ سو زخمی ہو گئے

اٹلی کے دو افسروں نے ہوائی جہاز میں ۱۲ میل پر ترکوں کی فوج کے کیمپ کو معلوم کیا +

چین کے فساد کے متعلق خبر آئی ہے کہ کنگیانگ باغیوں نے لے لیا ہے اور ہین کو جلا دیا ہے +

سی۔ این فو میں سرکار گورنمنٹ چین کی فوجوں کا بڑا زور ہے اور باغی مطیع کئے گئے ہیں +

گیراونیا میں ایک یونانی پادری صاحب اور اس کے دو مددگاروں کو ترکوں نے بڑی بے رحمی سے قتل کر دیا +

۲۴ اکتوبر کو شہر لنڈن میں ڈاکٹر الفریڈ بلیر ممبر پارلیمنٹ نے خودکشی کر لی۔ افسوس +

آل انڈیا میموریل ملکہ معظمہ مرحوم کی یادگار کی قائمی کی ۶ دسمبر دہلی میں مقرر ہوئی ہے +

بمبئی میں ابھی سے دہلی دربار میں شامل ہونیوالے صاحبان بڑی کثرت سے آ رہے ہیں یہاں تک کہ تمام ہوٹل بھرے ہوئے ہیں +

ملک آسام کے قصبہ سلہٹ میں ۱۴ اکتوبر کو سیلاب کے سبب سے دریا قصبہ میں جا گھسا اور ۲ سو گھر گر پڑے +

اخبار کی بہار

ملک ہالنڈ کی ملکہ بمقام ہیلو میں تجارت کے کاموں میں بڑی دلچسپی لے رہی ہیں جس سے انکو خاطر خواہ منافع بھی ہو رہا ہے۔ شہر نیویارک میں نئے شادی شدہ کا ہوٹل نامے ایک نیا ہوٹل کھلا ہے۔ جس کے ملازم بھی نئے شادی شدہ ہیں اس میں ہر قسم کے اعلی سامان مہیا کئے گئے ہیں +

پنجاب میں ایک ہندو نے ست یوگی منڈلی کے نام ایک نئی سوسائٹی جاری کی ہے۔ جس کا کام خدا کی بادشاہت کو پھیلانا ہے +

کیرو میں ایک اسلامی یونیورسٹی ہے جس میں ۱۵ ہزار مسلمان طالبعلم ہیں۔ جن کا ارادہ ہے کہ تمام دنیا میں جاکر اسلام کے پھیلانے میں کوشش کریں +

کل ممالک کے مسیحی اخبارات کے مطالع سے معلوم ہوتا ہے کہ دیگر مذاہب میں سے ۳ ہزار نو مرید کلیسیا کی شراکت میں ہر ہفتہ شریک ہوتے ہیں۔ اس حساب سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر روز ۴ سو نو مرید مسیحی جماعت میں شریک ہوتے ہیں یہہ خاص ترقی ہے +

کیلی فورنیا کی قانونی مجلس نے بھی قانون پاس کیا ہے کہ وصیتوں۔ رجسٹریوں۔ اور دوسری قانونی تحریرات پر شہادت کی تصدیق کیلئے انگوٹھے لگائے جاویں کیونکہ یہہ بات ثابت ہوئی ہے کہ دنیا بھر میں ایک کے انگوٹھے کا نشان دوسرے کے ساتھ نہیں ملتا +

ملک جاپان میں اب تک ۷۱۹۲۰ بدھوں کے مندر ہیں۔ جن میں ۵۱۲۶۸ پروہت ہیں۔ علاوہ ازیں ۱۰۸۷۲۲ شینٹوں کے مندر ہیں جن کے ۱۲۴ پروہت ہیں لیکن تعلیم یافتہ گروہ بدھ کی تعلیم سے منحرف ہوتا جاتا ہے +

ٹرکی اخبارات میں دنیا کی اسلامی آبادی کا شمار حسب ذیل دیا گیا ہے۔ کو تومان سلطنت میں ۲ کروڑ ۰ لاکھ بوسینا اور ہرزگوینیا میں چھ لاکھ۔ بلکانی ریاستوں میں ایک لاکھ۔ روس میں دو کروڑ ۴ لاکھ ہندوستان میں ۶ کروڑ چین میں ۴ کروڑ۔ ایشیائی ریاستوں میں ۲ کروڑ۔ جاوا اور قریب کے ٹاپوؤں میں ۲ کروڑ۔ ۵۰ لاکھ۔ فلپائین ٹاپوؤں میں ۵ لاکھ۔ افریقہ میں ۹ کروڑ۔ کل دنیا میں ۲۰ کروڑ شمار ہے۔ مسلمان بیان کرتے ہیں کہ پیدائش اور تبدیل مذہب سے اُن کے شریک تیزی سے بڑھتے جاتے ہیں +

باب عالی نے جواب میں ٹریپولی پر اپنے حقوق دہرائے ہیں یہہ لازم ہے کہ ٹریپولی بدستور ٹرکی کے زیر سایہ رہے۔ یہہ صلح کی پہلی شرط مقدم ہے۔ اسکے سوا اٹلی کے فواید وسیع سطروں پر قبول کئے جائینگے +

مہم ٹریپولی کی اٹالین فوج کا آخری حصہ تعدادی ۱۵ ہزار سنیچر کو مخفی طور پر روانہ کیا گیا ہے +

فوج مذکور خود بخود چلنے والی گاڑیاں بھی اپنے ساتھ لیگئی ہے۔ وہ ہر طرح کے سامان سے آراستہ ہیں +

ٹریپولی کے عقب کی ترکی فوج سامان خوراک کی قلت سے بہت پریشان ہو رہی ہے فاقہ کش ملازم شہر ٹریپولی سے اونٹ سامان خوراک لاد کر بھیجے گئے تھے وہ سب اٹلی والوں نے ضبط کر لئے ہیں +

یہہ اونٹ دو دو تین کر کے اس طرح بھیجے گئے تھے کہ معلوم نہ ہوں۔ اب تک ایک سو اونٹ معہ سامان پکڑے گئے +

وائینا سے نیم سرکاری ذریعہ کی خبر ہے کہ غیر طاقتوں نے فضول سمجھکر صلح کی کوشش ترک کر دی +

وجہ یہہ ہے کہ کامیابی کی کوئی امید نہیں نہ تو ٹرکی مانتا ہے اور نہ اٹلی نرمی قبول کرتا ہے +

ٹرکی چاہتا ہے کہ ٹریپولی اُسی کے ماتحت رہے۔ اٹلی کہتا ہے کہ وہ قطعی ملحق کرے گا۔ افسوس!

ٹریپولی سے خبر آئی کہ اتوار شب کو چار ات بوسیلیہ کے اٹالین مورچوں پر ترکوں نے حملہ کیا +

تار کی خبریں

باب عالی نے ایک فرمان جاری کیا ہے جس کی رو سے اطالوی مال تجارت پر جو درآمد کیا جاوے بلحاظ مالیت ایک سو فیصدی محصول جنگی لگایا گیا ہے +

مہم سرکاری طور پر وائینا (پایہ تخت آسٹریا) میں اس امر کا اعلان کیا گیا ہے کہ جنگ اٹلی و ٹرکی کو مصالحتانہ دست اندازی سے روکنے کے متعلق جو کوشش دول یورپ عمل میں لا رہی تھیں وہ موقوف کر دی گئیں ہیں۔ اسلئے کہ دول یورپ کو صلح کی کوئی امید نظر نہیں آئی۔ اٹلی نے بظاہر طرابلس کے الحاق کا عزم بالجزم کر لیا ہے +

ترکوں نے یکشنبہ کی رات کو اطالویوں کے مورچہ پر بمقام بیرو بیلیا حملہ کیا۔ ترکی جمعیت دو دستوں میں تھی اور اُن کے پاس دو توپیں تھیں پہلے تو فریقین میں گولہ اور گولیوں کا باہمی تبادلہ ہوتا رہا۔ اور ایک اطالوی زخمی ہوا۔ اس کے بعد دو اطالوی رجمٹوں نے گولیوں کی بوچھاڑ سے ترکوں کو پسپا کر دیا +

ایک بہت بڑا ترکی لشکر مقام موگا میں جمع ہو رہا ہے اور اندیشہ ہے کہ (اطالوی) صوبہ ٹیبر یا پر دھاوا کیا جانیوالا ہے +

مہم کی بعض اطالین فوجیں دیگر ساحلی مکانات خصوصاً بنغازی۔ توبرک۔ اور نائین چھاؤنی ڈالنے کے لئے جا رہے ہیں +

کل شام کے ۹ بجے وزرات خارجہ اور وزرات جنگ کے دفاتر کے قریب قسطنطنیہ میں ایک سانحہ آگ لگی کئی سو مکانات اسوقت تک جل چکے ہیں۔ اس آگ سے جو نقصان ہوا ایک لاکھ پونڈ و ۱۵ لاکھ روپیہ اندازہ کیا جاتا ہی +



نور افشان

لودیانہ ۔ جمعہ ۔ ۳ نومبر ۱۹۱۱ء

فہرست مضامین

ایڈیٹوریل نوٹس

ایثار نفسی

نمبر ۲

مندرجہ ذیل باتوں پر اس کے متعلق غور کرو ۔

۱ ۔ ذات الٰہی کو جو اس کی ازلی اور دائمی صفت ذات پاک اور منزہ تھی ترک کیا یہ کچھ تھوڑی اور ہلکی قسم کی ایثار نفسی نہیں تھی بلکہ یہ اپنی نظیر آپ ہی ہے ۔ جس کا بیان خود خدا نے دلکش الفاظ سے کیا ہے کہ خدا نے اس جہان کو ایسا پیار کیا کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا ۔ تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لاوے وہ ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے اور انجیل مقدس میں اسکو دینداری کا بھید بتایا گیا ہے ۔ اور کئی مقامات پر "محبت" کا لفظ اس پر لگایا گیا ہے جس کا احاطہ ایسا وسیع بتایا گیا ہے ۔ کہ جس کی نہ لمبان اور نہ چوڑان اور نہ اونچان ہے ۔ ان تمام باتوں کے لحاظ سے اور ذات الٰہی کے بلند اور اعلے مرتبہ کے سبب سے وہ والا شان کچھ کم حیثیت والا نہیں ۔ بلکہ نہایت عظیم اور پر جلال عالی رتبہ تھا ۔ باوجود ان تمام باتوں کے اس نے ایک نہایت کمزور درجے کے انسان کی صورت کو اختیار کیا ۔ ایک جگہ لکھا ہے کہ اُس نے خدا کے برابر ہونے کو غنیمت نہ جانا ۔ کیا یہ کچھ چھوٹی بات ہے ؟ کہاں وہ شان الٰہی اور کہاں یہ خاکی انسانی وجود اور اس کی کم قدر حالت اور اس سب پر کہاں وہ تمام گناہ کے سبب قسم قسم کی تکلیفات اور سزا کا اپنے اوپر گوارہ کرنا یہ تمام واقعات اگر ان پر غور کی جاوے اس پر ایک بڑی کتاب لکھی جا سکتی ہے ۔ سچ مچ یہ باتیں حیرت انگیز ہیں جن میں اسرار الٰہی وابستہ نظر آتا ہے اور انسان کی عقل کام نہیں دیتی ۔ کیونکہ یہ تمام باتیں خدا کے بڑے انتظام کے مطابق پائے انجام کو پہونچی ہیں جو ہمارے فہم و ادراک میں آنی مشکل ہیں ۔

رسالہ تشحیذ الاذہان میں "پہاڑی وعظ" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے ۔ جس کے تمہیدی چند فقرے ذیل میں ہم نقل کرتے ہیں ۔

"مسیحیوں میں پہاڑی وعظ ایک ایسا اعلیٰ درجہ کا پُر مغز اور پر معارف وعظ سمجھا جاتا ہے کہ جس کے مقابل دنیا کی کوئی تحریر اور نوشتہ نہیں ٹھہر سکتا ۔ اور وہ ۱۹ سو سال سے اب تک اُسے پڑھتے ہیں اور اس کی لطافت اور نزاکت پر سر دھنتے ہیں مسیح نے نہ معلوم کن جذبات اور کن خیالات کے ماتحت وہ الفاظ لکھے ہونگے ۔ مگر مسیحیوں کے نزدیک آئندہ آنے والے خطرناک اور مہیب راستوں اور قبر کے اندھیروں اور حشر و نشر کی تشویش افزا میدان میں وہ ایک ایسا دوست اور رہنما ہے کہ جس پر عمل کر کے انسان ہر قسم کے دکھوں اور مصیبتوں سے بچ سکتا ہے ۔"

جنہوں نے انجیل مقدس میں پہاڑی وعظ کو غور سے پڑھا ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ وعظ درحقیقت نہایت اعلیٰ قسم کی نصیحتوں سے بھرا ہوا ہے اور نہ صرف مسیحی اس کی پند و نصائح کو مانتے ہیں بلکہ ہر ایک مذہب اور ملت والا اس کے برخلاف کچھ اعتراض نہیں کر سکتا کیونکہ وہ اس قسم کی عمدہ اخلاقی نصیحتوں سے مثل عطر کے ست نکالا ہوا ہے پر ایڈیٹر صاحب رسالہ موصوف کے خیال میں وہ "نہ معلوم کن جذبات اور کن خیالات کے ماتحت الفاظ لکھے ہونگے" ۔ سے کچھ زیادہ قدر کے لائق نہیں ہے ۔

ببیں عقل و دانش بباید گریست

یہ ضد اور مخالفت کی روح کا کام ہے کہ راستی اور سچائی کے بھی برخلاف ہو جانا ورنہ ایڈیٹر صاحب کو لازم ہے کہ اگر وہ کچھ اعتراض اور نقص اس اعلیٰ اور افضل تعلیم پر رکھتے ہیں تو وہ بڑے شوق سے پیش کریں تب ہم دیکھیں گے کہ وہ تعلیم کس قدر عظمت اور قدر کے لائق ہے ۔ ورنہ پہاڑی وعظ کو اس طرح سے ہلکا اور کم قدر ٹھہرانا بالکل بے انصافی اور مذہبی تعصب کے اندھے جذبے کا نتیجہ ہے ۔

اس سے آگے چلکر ایڈیٹر صاحب قمطراز ہیں کہ مجھے بھی پچھلے دنوں پہاڑ پر جانیکا اتفاق ہوا ۔ اور وہاں پنجاب

کے ایک مشہور و معروف پادری صاحب سے ہمکلامی کا موقعہ ملا۔ چونکہ وہ گفتگو جو میرے اور پادری صاحب کے درمیان ہوئی میرے خیال میں صراط مستقیم کے متلاشیوں کے لئے کسی صورت میں پہاڑی وعظ سے کم نہیں اور چونکہ احدی النکلین ایک مسیحی صاحب ہیں۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ میں بھی اس گفتگو کا نام پہاڑی وعظ رکھوں"۔

تشحیذ الاذہان بابت ماہ اگست ۱۹۱۱ء

یہ ایک سرسری ملاقات کا موقعہ تھا۔ جس میں جناب پادری نیکسن صاحب کے ساتھ دوستانہ گفتگو ہوئی۔ اور اڈیٹر صاحب نے مسئلۂ تثلیث شروع کر دیا جس کو آپ نے پادری صاحب اور طالب حق کے سوال و جواب کے طور پر اپنے رسالہ میں طبع کر دیا۔ اس کو پہاڑی وعظ کا نام دینا بالکل بےجا اور نامناسب تھا۔ نہ تو اس میں کوئی وعظ ہے اور نہ کوئی فائدہ مند اور عام فہم نجات کی بڑی باتوں کا درس ہے۔ بلکہ معمولی سوالات و جوابات ہیں۔ جیسا کہ اکثر مسلمانوں اور عیسائیوں میں بازار کی مناظرہ وقت ہوا کرتا ہے۔ جن کا کچھ نتیجہ نہیں نکلا کرتا۔ ہم کو مسلمانوں کے ایسے طریق بحث پر سخت اعتراض ہے سب سے بڑا اعتراض مسلمانوں کا مسئلۂ تثلیث پر ہوتا ہے۔ جس کے جوابات سے بہت سی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ وہ تمام دوسری مفید اور ضروری باتوں اور غور طلب مضامین کو چھوڑ کر اس اہم اور مشکل مسئلہ کو لے بیٹھتے ہیں جو ہمارا اعتقادیہ اور ایمانیہ مسئلہ ہے اور راز آلہی کا سربستہ راز ہے۔ جس کا بھید جتنا ہم پر کھلا ہے۔ ہم اُتنا بیان کر سکتے اور اس کے آگے ہم بےزبان ہیں۔ لیکن بہار پر جاکر اڈیٹر صاحب کو "پہاڑی وعظ" خوب یاد آیا مگر افسوس کہ وہ اب تک پہاڑی وعظ کی قدر کو مطلق نہیں پہونچے۔ شاید آپ نے اس کو جیسا چاہیے اب تک غور سے مطالعہ نہیں کیا ہے۔ ورنہ ان کے خیالات اس کی بابت اس قدر ہلکے نہ ہوتے۔

ہمعصر میونسپل گزٹ صدائے ہند میں راقم شان دہلوی نے دہلی کی خبروں کے عنوان کے نیچے قبر پرستی کی رسموں اور پوجاریوں کی نسبت ذیل کا بیان لکھا ہے جس کو ہم اخبار مذکور سے نقل کرتے ہیں "سب سے بڑی ضرورت پیرزادوں یا پیروں کے خیالات درست ہونے کی ہے کیونکہ یہی مسلمانوں کے رہبر اور مصلح کہلاتے ہیں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ اُن کے خیالات سب سے زیادہ ناقص ہیں۔ علمی مذاق ان میں بہت ہی کم ہو گیا۔ کپڑا رنگ کر کسی بزرگ کی قبر پر لیپٹ کر لگے سیدھے کرنا ان کا روزگار ہو گیا ہے قوالی کر دینا یا اپنے حصول معاش اور آمدنی کی خاطر طرح بطرح کے ڈھنگ بنانا ان کا شیوہ ہے۔ چنانچہ اس الوداع کے روز سہرا اور ہرے بھرے کے مجاور صاحب نے عجیب و غریب بات پیدا کری۔ جو پہلے کبھی مشاہدہ میں نہیں آئی تھی۔ یعنے قبروں پر سر پٹکتے۔ فلاں جنہیں آتشباز بناتے ہیں۔ اور چند سال پہلے صرف پھول والوں کی سیر میں ہی ہوتے تھے باندھ دیئے۔ اس سے پہلے تھوڑا عرصہ ہوا کہ سہرا اور ہرے بھرے کی قبروں کا کوئی مجاور ہی نہ تھا۔ جب سے آپ نے یہاں کی گدی سنبھالی۔ یا نشست اختیار کی طرح طرح کی اختراعات پیدا ہوئیں قبروں کو سرخ سبز رنگوں سے تعمیر کیا گیا۔ الوداع وغیرہ کے روز ان پر شامیانے ٹانگے جاتے۔ اب نوبت بااینجا رسید کہ اب پرانے پنکھے بھی لٹکائے جانے لگے۔ یہ فیصلہ کرنا ہماری طاقت سے باہر ہے۔ کہ مردے سنتے یا دیکھتے بھی ہیں یا نہیں۔ اور وہ بھی صدہا من بوجھ اینٹ پتھر کے نیچے۔ مگر یہ مثل بالکل قرین عقل ہے کہ پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند۔ یا مردہ بدست زندہ بس اس حکمت عملی سے نتیجہ نکالنا مبصر اصحاب کا کام ہے۔ یہاں تک میرا خیال ہے۔ خاص اہل دہلی تو ایسی باتوں سے بہت ہی کم متاثر ہوتے ہونگے۔ مگر چونکہ الوداع کے روز باہر کے زمیندار و دیہاتی بہت سے آجاتے ہیں اسی واسطے انہیں دام میں لانے کے واسطے اس قسم کی بدعت روا رکھی گئی ہو۔ تاکہ خوب مٹھی گرم ہو۔ غرض کہ دنیا اور مطلب جس طرف نظر کرو اس قسم کے مسلمانوں میں ہزاروں پیر پیدا ہو گئے ہیں۔ قوم کی اصلاح کرنے کی بجائے انہیں اپنے مفاد کی خاطر مغالطہ ڈالکر لوٹتے ہیں معدودی چند طلبا یا پیرزادے ایسے ہونگے جو قوم کی دردمندی کر کے معالج ہوں خدا رحم کرے"۔

مندرجہ بالا قسم کی بت پرستی تمام ملک میں پھیلی ہوئی ہے حالانکہ قرآن کی تعلیم بت پرستی کی سخت مخالف ہے۔ تاہم یہ گناہ عام ہو گیا ہے۔ چاہئے کہ اہل اسلام کے علما اس کے دور کرنے میں کوشش کریں اور اس معیوب طریق عبادت کو بالکل موقوف کرا دیں۔ کیونکہ یہ بالکل بےجا اور گناہ ہے۔

نجات کی بڑی بخشش میں جو خدا کی محبت کے بڑے عظیم کام کا نتیجہ ہے تمام روحانی نعمتیں شامل ہیں جنکا ذکر بائبل مقدس میں جگہ بجگہ پایا جاتا ہے وہ مختصراً یہ ہیں۔ اولاً گناہوں سے رہائی ثانیاً گناہونکی معافی ثالثاً ہمیشہ کی زندگی۔ گناہوں سے جو روح انسانی ناپاک ہو گئی تھی اس کے سبب سے اسکی حالت مثل قیدی اور مغلوب کے ہوگئی تھی گویا روح گناہ کی اسیر ہو گئی تھی اور گناہ کا اثر ادھر اس پر سے اُٹھنا مشکل بلکہ ناممکن تھا یہ اس بخشش عامہ کے وسیلے سے وہ گناہ بالکل جاتا رہا گویا نیست ہو گیا۔ اسکا زور اور طاقت جاتی رہی اور روح اس سے آزاد ہو گئی اور گناہ کے سبب سے جو سزا واجب اور لازمی تھی وہ اس بخشش عامہ میں اسے شفیع نے اپنا کفارہ دیکر اپنے ذمے لیلی اور اب اسکے وسیلے سے اُس سزا سے معافی حاصل ہوتی ہے یعنے وہ سزا جاتی رہی گناہ سے خلاصی ہو گئی اور سزا سے بھی بچ گئے اور آخر کار ہمیشہ کی زندگی بخشش کے طور پر ملنے کی راہ صاف کھل گئی۔ جب تمام رکاوٹیں دور ہو گئیں تو پھر گناہ گار کی شفاعت میں کیا روک باقی رہی؟ اور



دینی سوال وجواب

ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کو جواب

قولہ: - ناظرین ان سب سے بڑھکر جو لطیف بات ہے وہ یہ ہے کہ جو شریر النفس اشخاص ان جرائم کے مرتکب ہوئے تھے۔ اُن کی حمایت نہ صرف عیسائی سرداروں اور عیسائی قبائل نے کی بلکہ خود شاہی لشکر نے اُن کا ساتھ دیا۔

اقول: یہ تو ہر ایک کرتا ہے اپنی قوم کی مدد سب کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں یہ کوئی انوکھی بات تو نہیں ہے - پر اس میں دیکھنا تو یہ تھا کہ اس لڑائی کا شروع کرنے والا کون تھا۔ ہمارے خیال میں اس لڑائی اور دوسری لڑائیوں کے سبب اہل اسلام تھے - جنہوں نے اس تمام علاقے میں کشت وخون جاری کردیا تھا تو بھلا وہ قومیں کیا اپنا بچاؤ نہ کرتیں؟ اگر وہ لوگ کمزور تھے تو اگر کسی نے ان کی مدد کی تو کیا بُرا کیا؟ لڑائی کی وجہ سے عیسائیوں کو شریر النفس کا خطاب دینا آپ ہی کا کام ہے! قوم قوم کی مدد نہ کرے تو پھر اور کون کریگا؟

قولہ: - اور جب ان مجرموں کے واقعی جرم کی مناسب سزا دینے کے لئے مسلمانوں کی فوج آئی اور وہ بھی اس نیت سے کہ آئندہ مسلمانوں پر ایسے واقعات کا اعادہ نہ ہو تو تمام عیسائی رؤسا عیسائی قبایل اور خود قیصر کے سپاہیوں نے متفق اور متحد ہو کر مجرم کا ہاتھ بٹایا

اقول: - ایڈیٹر صاحب جرم تو نہیں تبلاتے پر یونہی مجرم مجرم بناتے چلے جاتے ہیں - پہلے یہ تو سمجھئے کہ جب مسلمان خود جنگ پر آمادہ اور تیار تھے اور دوسروں کو تکلیفیں پہونچا رہے تھے تو ایسی حالت میں جبکہ بدعملی اور بے انتظامی پھیلی ہوئی تھی تو قصور کس کا تھا - ذمہ وار کون تھا؟ اس قسم کی ابتری کا بانی کون تھا؟ ان سوالوں کے جواب دیجئے اور پھر انصاف سے کہیے۔

قولہ: - اب خیر جیل ایک ناجائز اور عمداً قتل کا مجرم تھا تو ہر ایک شخص جس نے اُس کی حمایت کا بیڑا اُٹھایا تھا وہ بھی یکساں ان مسلمانوں کے قتل کے مجرم تھے۔

اقول: - ہم پوچھتے ہیں جو جبر اور سینہ زوریاں عیسائیوں اور دیگر اقوام پر اسلام کی طرف سے ہوتی رہیں اُن کا مجرم کون ہوا اس حساب سے دیکھئے کہ آخر کون مجرم ٹھہرتا ہے؟

قولہ: - جن کو عیسائیوں کے متفق اور متحدہ لشکر نے موقعہ پر شہید کیا تھا۔

اقول: - جب ان لوگوں نے حالانکہ آپ خود بیان فرماتے ہیں کہ اُن کا شمار بہت تھوڑا تھا اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ کیا تو پھر اُن کا خون بہایا جانا اُن کی اپنی بیعقلی سے ہوا - اُن کو چاہیے تھا کہ وہ مقابلہ نہ کرتے - پر وہ کس طرح سے نہ کرتے - انہوں نے تو دوسری تمام قوموں کو قلع اور قمع کرنے کا قول قرار کر لیا تھا اور اس اُمنگ میں وہ بلاخوف بڑے بڑے معرکے مارنے پر تیار رہتے تھے - ہمارے خیال میں اُن کی جانوں کا ضایع ہونا اُن کی اپنی کوتاہ اندیشی کا نتیجہ تھا نہ کہ کوئی شہادت کا پاک عمل تھا - جیسا کہ آپ سمجھے ہوئے ہیں۔

عقلمندوں نے عورتوں کی خوبیوں کی فہرست ذیل کی باتوں میں بیان کی ہے - اول نیک دلی - دوئم باقاعدگی سوئم عبادت - چہارم خانہ داری - پنجم خوش مزاجی - ششم ہوشیاری - ہفتم ہردلعزیزی - ہشتم دیانت داری - نہم صبر - دہم حیاداری یا عفت - جائے غور ہے کہ اس فہرست خوبصورتی کا کوئی ذکر نہیں آیا - عورت کی خوبیوں میں عقلمند اس کی چنداں ضرورت نہیں سمجھتے۔

اقتباس

جانچ پڑتال

ایک بشپ صاحب نے اپنے وعظ میں بیان کیا کہ وہ ایک مرتبہ امریکہ کے ایک شہر کو گئے جہاں سیب کا ایک باغ تھا - بشپ صاحب اس باغ کو دیکھنے گئے - باغبان نے بیان کیا کہ اس باغ کے سیب دنیا بھر میں سب سے عمدہ ہوتے ہیں - اور انگلستان کے بادشاہ ایڈورڈ کی میز کے واسطے بھیجے جاتے ہیں - لیکن بھیجنے سے پیشتر بڑی باریکی کے ساتھ اُن کی جانچ ہوتی ہے - اگر سوئی کے ناکے کے برابر بھی ان پر داغ یا دھبہ ہووے تو وہ نامنظور کئے جاتے ہیں - کیونکہ وہ بادشاہ کی میز کے لائق نہیں سمجھے جاتے چھانٹے جانے کے بعد وہ رگڑ کر صاف کئے جاتے ہیں اور بعد میں ایک ایک کرکے مہین کاغذ میں لپیٹا جاتا ہے - اور تب انگلستان کو روانہ کئے جاتے ہیں - انگلستان پہونچنے پر ہر ایک سیب کا پھر ملاحظہ ہوتا ہے - بعض اوپر سے سڑ جاتے اور بعض کا چوتھا حصہ سڑ جاتا ہے - اور وہ فوراً پھینک دیئے جاتے ہیں - اس کے بعد بہت ہی باریکی کے ساتھ سب کی جانچ ہوتی ہے - اگر چھوٹا سا بھی دھبہ کسی سیب کے اوپر دکھلائی پڑے وہ بھی انہی سڑے ہوؤں کے ڈھیر پر پھینکا جاتا ہے - کیونکہ داغی ہونے کے سبب سے وہ بھی بادشاہ کی میز کے لائق نہیں سمجھا جاتا - سیب میں داغ آگیا اور وہ خارج کر دیا گیا! اس کے داغ دور کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے - آسمانی باپ کس کو قبول کریگا؟ کیا اُن کو جو بالکل بے عیب اور بے داغ ہیں؟

ک - ہ

مراسلات

ثالث مسلمان

بر ریویو تقویۃ الایمان

گذشتہ سے پیوستہ۔

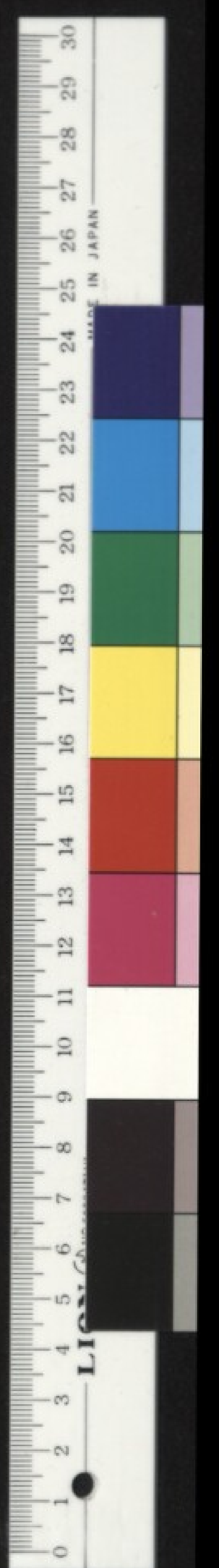
الجواب

یہاں تک مولوی صاحب نے پادری صاحب اور مقدس اتھناسیس کے عقیدہ پر جو ان کی عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے واویلا فرمایا۔ جو اصل عقیدہ سے کچھ جوابدہی میں مناسبت نہیں رکھتا۔ بلکہ اصل دعویٰ سے اس کا بڑے طور سے غور کے ساتھ وزن کر کے اگر لحاظ کیا جاوے تو سراز پا بے تعلق اور لغو اور لچر معلوم ہوتا ہے جنہوں نے رسالہ اور ریویو کو پڑھا ہے۔ وہ بذات خود انصاف فرما سکتے ہیں کہ کہاں تک مولوی صاحب نے عبارت کے پس و پیش کرنے میں الزام خیانت سر پر اُٹھایا ہے۔ مولوی صاحب کی ساری عبارت تو اس قابل نہیں کہ اُس پر کچھ نوٹ کیا جائے جیسا کہ اس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ البتہ اتنا کہہ سکتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ تمام دنیا کے حکما اور فلاسفر اسباب پر متفق ہیں۔ الخ محض ادعا ہے۔ اول تمام عیسائی علما کہاں متفق ہیں؟ دوم اہل یونان کہاں متفق ہیں؟ سوئم۔ تمام اہل مذہب کہاں متفق ہیں؟ ہاں اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ مرکب اپنی ترکیبی حالت میں حادث ہوتا ہے۔ اور صرف ترکیب ہی دلیل حدوث ہے تو مولوی صاحب خود مانیں ہیں تو اس کے جواب میں یہ کہونگا کہ ترکیب دلیل حدوث اس مرکب کی بن سکتی ہے جسکے اجزا خود حادث ہوں۔ مگر انسانی شخصیت کے اجزا یعنی روح اور دیگر صفات الٰہیہ جو وہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ حادث نہیں علیٰ ہٰذا القیاس مسیح کی انسانیت اور الوہیت سے جو شخصیت ہو وہ بوقت ترکیب بموجب اصول مذکورہ کیونکر حادث ہو سکتی ہے؟

شاید حادث کل کے زوال کو آپ زوال شخصیت تصور فرماتے ہیں۔ اگر جناب کا یہ خیال ہے تو آپ کو غلطی لگتی ہے صورت نوعیہ جس کو مسیحی عقیدے میں شخصیت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ زوال پذیر نہیں۔ کیونکہ صورت نوعیہ فانی نہیں۔ اگر شک ہو تو صدرا الشمس بازغہ وغیرہ کتب فلسفہ میں اس بحث کو بالخصوص ملاحظہ فرماویں انشاء اللہ آپ کی غلطی بالکل نکل جاوے گی اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح اپنے نوعیت میں کبھی بوقت ترکیب حادث نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہے۔ پھر مولوی صاحب پادری صاحب کے دوسرے نتیجہ پر بگڑتے ہیں (جبکہ اس جہان کی الخ) اس دلیل سے کیا ثابت ہوا ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ پہلا مقدمہ ہی غلط ہے کہ انسان ہی خدا کا خیال کر سکتا ہے۔ کوئی مسلمان اس کا قائل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مسلمانوں کی مذہبی کتاب میں صاف ہے کہ ہر ایک جانور بھی خدا کی حمد وثنا کرتا ہے بلکہ انسان خدا کو بھول بھی سکتا ہے۔ خدا کا منکر بھی ہے لیکن حیوانات میں ایسا کوئی نہیں۔ تاہم کسی چیز کا کسی کو خیال میں رکھنا یا پہچاننا اگر اُس کی دلیل ہے تو کیا یہ گدھا اور حقیر کی مانند بھی ہے۔ یہ منطق ہمارے دماغ میں تو نہیں سما سکتی۔ الجواب۔ مولوی صاحب خود خدا را انصاف فرماویں کہ آپ نے اس کے بخلاف کونسی قوی دلیل بیان فرمائی ہے؟ جو کچھ وہ انسانی کی ہے۔ وہ سب کے پیش نظر ہے۔ اگر کوئی مسلمان قائل نہ ہو تو اس سے مسیحی دین کے عقیدے میں کونسی خرابی آسکتی ہے؟ وہ خود اُن کی کوتاہ اندیشی پر مبنی ہوگا۔ پھر جناب کا یہ فرمانا کہ ہر ایک جانور بھی خدا کی حمد وثنا کرتا ہے۔ کیا جانور بھی خدا کی شریعت اور اُس کی شناخت کے مکلف ہیں؟ خدا کا خیال انسان اس لئے کرتا ہے تاکہ شریعت پر پورا پورا عمل درآمد کرے اور خدا کے عتابوں کا مورد نہ ہو۔ اور مادہ گندہی اور اوصاف کو چھوڑ کر الٰہی اخلاق اور خدا ئی صفات کا مظہر بلکہ حضوری اور وصال الٰہی کو حاصل کرے پھر انسان کے گدھے اور پتھروں اور دیگر حیوانات کے پہچانتے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ان کا ہم شکل بھی ہو۔ کیونکہ اوّل تو وہ اُن کی سی صفات ہی نہیں رکھتا۔ کیونکہ بہت سے فضول عقیدہ کے ملنے سے انسان جدا ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ انسان میں روح ہے جس میں فہم۔ ادراک وغیرہ صفات ہیں۔ جو دوسرے حیوانات میں نہیں پس آپ کے بیان میں قاعدہ قیاس مع الفارق صریح موجود ہے جس سے مسیحی عقیدہ کا کچھ بھی نہیں بگڑا۔ علاوہ ازیں مولوی صاحب کا فرمانا کہ حیوانات اور دیگر مخلوق جو انسان کے ماسوا ہیں خدا کی حمد وثنا کرتے ہیں عجیب فہم ہے کہ انسان اور دیگر حیوانات کا حمد وثنا کرنا اگرچہ صحیح ہے۔ مگر ان کی تشبیہ میں مولوی صاحب نے سخت لغزش کھائی کہ دونوں کی حمد وثنا ایک جیسے سمجھ رہے ہیں۔ مولوی صاحب انسانی حمد وثنا قولی ہوتی ہے۔ اور اس کے ماسوا تمام حیوانات یا دیگر چیزوں کی حمد وثنا حالی ہوتی ہے

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

پھر مولوی صاحب نے پادری معزز کی نقلی دلیل پر خامہ فرسائی کی جس کو معزز پادری نے بطور استدلال پیش کیا تھا اور لکھا تھا کہ ابوہریرہ کی روایت سے جو کہ مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۸ سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر خلق کیا۔ مولوی صاحب





نے (علی صورۃ) کی ضمیر آدم کی طرف پھیری ہے جبکا مطلب مولوی صاحب کے خود اپنے الفاظ میں یہ ہے کہ اس حدیث کے صحیح معنے یہ ہیں کہ اللہ نے آدم کو اُس کی صورت پیدا کیا یعنی جیسی صورت اس کو چاہیے تھی عنایت کی اس کے علم میں تھا کہ اس کو دو ہاتھوں کی ضرورت ہوگی۔ دو پاؤں دیئے دو پیروں کی ضرورت ہوگی۔ دونوں دے آنکھوں کی ضرورت ہوگی دیں۔ ہاتھ پیروں وغیرہ جتنے بندوں کی ضرورت اُس کے علم میں تھی۔ عام طور پر انسان کو عنایت کئے یہی معنے ہیں قرآن مجید کی آیت "و آتاکم من کل ما سالتموہ" (ترجمہ) جس کے تم محتاج ہو سب کچھ تم کو خدا نے دیا۔

میرے پیارے ناظرین آپ متعجب ہونگے کہ مولوی صاحب نے حدیث کے معنے بدلا کر اپنا کام سیدھا کر لیا۔ مگر میں اُن احباب کو بتانا چاہتا ہوں کہ مولوی صاحب نے حدیث کے مطلب بیان آنے میں اس ترجمہ کو ملحوظ فرمایا ہے۔ جو محقق اہل السنتہ والجماعت کے نزدیک غیر مسلم ترجمہ ہے اگر شک ہو تو شرح عقائد کے حاشیہ میں اس کو ملاحظہ فرمائیے میرے خیال میں پادری صاحب اور قدیم بزرگ محقق عالم اہل السنتہ والجماعت آپس میں متفق ہیں۔ قرین قیاس بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ (علے صورۃ) کی ضمیر خدا کی طرف ہی پھیری جاوے۔ کیونکہ واقعات میں اکثر ایسی مثالیں ملتی ہیں جن میں علتوں کی تاثیر اپنے معلولوں میں دیکھی جاتی ہے۔ مثلاً ایک لوہار ایک چھری بناتا ہے۔ جب چھری تیز ہو جاتی ہے تو وہ ہر ایک چیز کو کاٹ ڈالتی ہے اور اپنے فاعل کی تاثیرات کا پورا پورا آنجناب اپنی ماہیت میں ایسا لے لیتی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بنانیوالا کوئی اعلٰے لوہار ہوگا۔ جس نے ایک زنگار شدہ لوہے میں اپنی کاریگری سے وصف انقطاع پیدا کر دی ہے۔

اگرچہ یہاں پر یہ بیان کرنا کہ معانی کے لحاظ سے ضمیر کا مرجع اشرف ہونا چاہیے۔ اور مولوی صاحب موصوف کو بتانا ایک تحصیل حاصل ہے۔ ہاں اگر مولوی صاحب کی طرف سے صدا کی انکار ہو تو آیندہ کتب معانی سے خاص طور پر عبارت دکھا دی جاوے گی۔ اگر بفرض محال مولوی صاحب کا ہی ترجمہ قابل تسلیم ہو تو یہ ماننا پڑے گا کہ خدا اپنی مصنوعات میں ایک لوہار سے بھی بدتر ہے۔ چھری تو یہ بتاوے کہ میرا صانع فلاں کاریگر ہے۔ مگر انسان اپنی صفات پر غور کرنے سے اتنا بھی معلوم نہ کر سکے کہ میرا صانع ایسا ہے جس کی میں خود ایک نظیر ہوں۔ مولوی صاحب مجھے تعجب ہے کہ آپ سیوف سیرجی اور غیرہ کے امثال کو فراموش کر گئے۔ جو کہ زبانداں کی کتابوں میں بکثرت ملتی ہیں اور عام محاوروں میں مصنوعات کو ہی دیکھکر اُن کے صانعوں پر استدلال کیا جاتا ہے علے ہذا القیاس یہی عقیدہ ہے کہ بجز صرف انسان کا اپنے اندرونی اور بیرونی صفات پر غور کر کے ہستی باری تعالیٰ کا علم حاصل کرنا ہے اور بس یہی ایک راہ ہے جس کو مقدس اتھاناسیس اور دیگر محقق پادریوں نے آلہی کتاب کے پابند ہو کر اپنی مختلف تصانیف سے لوگوں کو بہرہ ور کیا۔ آپ اگر تعصب کو چھوڑ کر غور فرماویں تو لاریب یہ عقدہ حل ہو جاویگا جناب کے ترجمہ سے آنا تو لازم آتا ہے کہ انسان کی خلقت میں جو ضروری امور ہے مثلاً ہاتھ پاؤں وغیرہ وہ خدا کی طرف سے دیئے گئے۔ مگر یہ نہ اور کہ انسان خدا کی صفات کا مظہر ہے اور اگر وہ خدا کو دریافت کرنا چاہے تو کن امور کے لحاظ سے دریافت کرے اور اس کی صفات کو کہاں سے تلاش کرے۔ ہاں اگر قدیم اسلاف کا ترجمہ ملحوظ ہو تو آپ کا مطلب بھی اس سے حاصل ہو سکتا ہے اور علاوہ ازیں خدا کی ہستی کے پہچان کا اعلٰے ترین مظہر خود ہی بن سکتا ہے پس ایسے خیال سے میں کہہ سکتا ہوں کہ بزرگ پادری اور دیگر سلف علما اس ترجمہ میں حق بجانب ہیں۔ اس کے بعد پھر مولوی صاحب پادری صاحب کی اس تقریر پر کہ واضح ہو کہ مسیحیوں کا عقیدہ ہے کہ ابن اللہ جو ازل میں موجود تھا۔ ایک زمانہ میں انسان بھی بنگیا اور اُس کو ہم اُس کا تجسم کہتے ہیں۔ "مفہوم" لکھتے ہیں کہ یہ تقریر پادری صاحب کی صاف بتلا رہی ہے کہ مسیح کی ماہیت بوجہ بسیط و غیر مرکب ہونے کے ازلی ہے۔ اور سابق تقریر بتلا رہی ہے کہ بوجہ مرکب ہونے کے (الوہیت) اور انسانیت سے حادث ہے۔ کیونکہ پادری صاحب نے اور مقدس اتھاناسیس نے صاف لفظوں میں کہا تھا کہ مسیح کی شخصیت میں انسانیت اور الوہیت داخل ہے۔ یہاں پر لکھتے ہیں کہ مسیح ازلی ہے۔ کیا پادری جوانگہ صاحب کسی منطقی مسئلہ سے ہم کو سمجھا سکتے ہیں کہ ان دونوں معنوں میں تعارض نہیں۔ الجواب۔ میرے مکرم مولوی صاحب معترض پادری صاحب کی عبارت میں تو تعارض نہیں مگر آپ کی کھینچا تانی سے عبارت میں تعارض ہو جائے تو کیا مضر ہو سکتا ہے؟ مہربان مولوی صاحب جناب نے حق و درستگی سے پہلو تہی اور انحراف فرمایا۔ میں یہ سچ سچ کہہ سکتا ہوں کہ پادری کی عبارت میں ہرگز ہرگز تعارض نہیں۔ تعارض کے لئے منطقی اور اصطلاح کے بموجب وحدت ثمانیہ ہونی چاہئیں میں پہلے بتا چکا ہوں کہ ترکیب دلیل حدوث اس مرکب کی ہو سکتی ہے جس کی اجزا اور ان کی صور نوعیہ حادث ہوں۔ انسانیت اور الوہیت کے مفہوم ہو تو اگر علے حدہ علیحدہ متصور فرماویں تو آپ اور میں اس میں متفق ہونگے کہ ان دونوں کے مفہوم لابشرط شے یعنی قطع نظر ان کے صور نوعیہ شخصیہ اور دیگر عوارض ذہنیہ اور خارجیہ کے قدیم ازلی اور غیر فانی ہیں۔ مگر بوقت ترکیب اور اتصال وہ ازلی اور قدیم مفہوم کبھی حادث نہیں ہو سکتے اور نہ ہی ان کی صور نوعیہ اور شخصیہ قدامت اور ازلیت سے علیحدہ ہو سکتی ہیں کیونکہ بندہ نواز کے پہلے گوش گذار ہو چکا ہے کہ انسانی شخصیت کا قیامی وجود روح اور دیگر

اُن صفات کے لحاظ سے ہے جو لابشرط شئے اور درجہ کلی کے رو سے قطعاً اور یقیناً غیر فانی اور قدیم اور ازلی ہیں۔ بنابریں جو عیسوی عقیدہ یہ بتاتا ہے کہ خداوند مسیح کی ذات اور صفات عین ذات اور صفات الٰہیہ ہیں ہرگز ان میں امتیاز نہیں پھر اس کے وسیلے سے عوام انسان خدا کے جلالی فرزند کہلا سکتے ہیں بشرطیکہ وہ اس اصل الاصول فطرتی عقیدہ پر ایمان لاویں۔ ورنہ وہ فرزندیت سے تو علیحدہ ہیں۔ فرزند ہیں۔ مگر سرکش اور باغی فرزند ہیں پھر میرے بزرگ مولانا جبکہ تمام فلسفی اسباب کے قایل ہیں کہ قوۃ مدرکہ اور دیگر اس کے معاونین جو نفس ناطقہ، شعور۔ اور عقل وغیرہ سے تعبیر کئے جاتے ہیں۔ غیر فانی بلکہ قدیم اور ازلی ہیں۔ تو پھر نامعلوم کہ مسیح جو کہ اپنی ذات کے لحاظ سے اس اصول کا خود بانی ہو۔ حادث بھی ہو جائے بلکہ میں کہونگا کہ وہ ایک آہنی ذات ہو جس میں زمانہ کے تجددات اور تاثرات سے کبھی تبدیلی اور تغیر نہ آیا اور نہ آویگا۔ بلکہ ابدالآباد زندہ خدا باپ کے دہنے ہاتھ میں ہو۔ پھر وہاں سے مردوں کی عدالت کے لئے نازل ہوگا۔ پس تعارض صاف مرتفع ہے کہ مسیح ازلی اور قدیم ہے۔ اور ترکیبی دلیل سے اس میں حدوث کا نام تک آنا غیر ممکن اور قریب محال ہے۔ میرے دانا مولوی صاحب غور فرماویں کہ تقدس انتھاناسیس اور معزز پادری ہاول صاحب کی عبارتوں میں تعارض کہاں رہا؟ نہ پہلے تھا اور نہ اب ہے۔ حضرات ناظرین مسیح ناصری کی وہ شان ہو جو خارج از بیان ہے سچ ہے۔

ہیہات۔ لایاتی الزمان بمثلہ۔ ان الزمان بمثلہ لبخیل۔

ازاں بعد اخبار مسلمان کے نامہ نگار مولوی صاحب پادری جوالا سنگھ صاحب کو مخاطب فرما کر ایک سوال کرتے ہیں جو کہ معہ جواب کے ناظرین کی تفریح کے لئے درج کیا جاتا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ پادری جوالا سنگھ صاحب کی خاطر ہم اس مسئلہ کو منطقی اصطلاح میں حل کر کے سوال کرتے ہیں۔ جناب مسیح کی ماہیت الوہیت بشرط شئے انسانیت ہے یا بشرط لا یا لابشرط شئے۔ ان تینوں میں سے جو صورت بھی آپ اختیار کرینگے اس پر ہمارا سوال سن لیجئے شق اول پر مرکب ہو اور مرکب حادث ہے شق ثانی کی صورت میں انتھاناسیس اور پادری ٹامس ہاول اور عام عیسائیوں کا عقیدہ غلط ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں صاحب معہ دیگر عیسائیوں کے بشرط لا یعنی الوہیت اور انسانیت کا مجموعہ مانتے ہیں شق ثالث میں بھی سوال ہوگا کیونکہ بشرط لا شئے۔ اگر بشرط شئے کی صورت میں متحقق ہو۔ تو سوال اول ہے اور اگر بشرط لا شئے کی صورت میں متحقق ہے تو سوال ثانی ہے۔

میرے واجب التعظیم مولوی صاحب میں پہلی شق کو اختیار کر کے عرض کرتا ہوں کہ بشرط شئے یعنی انسانیت اور الوہیت کے ملاپ سے حدوث کا وجود ناممکن ہے۔ کیونکہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ مطلق ترکیب حدوث کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ترکیب حدوث کی دلیل وہاں ہو سکتی ہے۔ جس کے اجزاء حادث ہوں۔ دیکھو مادہ اور صورت نوعیہ کے باہمی اتصال سے حدوث مادہ اور صورت نوعیہ کا نہیں ہوتا۔ ایسا ہی انسانیت اور الوہیت کے جوہروں کے اتصال سے جو کہ بشرط شئے کے درجہ پر تمام عوارض زائدہ سے قطع نظر کر کے اتصال مانتے ہیں۔ حدوث کا پیدا ہونا غیر ممکن اور اصولی محال ہے۔ کیونکہ مولوی صاحب جو آپ نے دلیل حدوث کی بیان کی ہے اُس کا محل اور ہے اور جو متنازعہ فیہ مقام ہے۔ اس میں طرفین کا اتفاق ہے۔ پس مولوی صاحب موصوف آپ کا تعارض قایم کرنا لایعنی امر ہے۔ انتھاناسیس اور معزز ہاول صاحب کی عبارتوں میں تعارض نہیں اور تمام عیسائیوں کا عقیدہ صحیح اور مبنی بر صداقت اور قوانین نیچر ہے۔ کیونکہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ کہ تعارض کے لئے کم از کم موضوع اور محمل ایک ہونا چاہئے۔ اور وہ یہاں مفقود ہے۔

نیا مخلوق*

نمبر ۱

ایک سوال:۔ پیارے بھائیو میں جانتا ہوں کہ آپ میں بہتیرے ہیں جو مسیحی زندگی میں نہایت اعلیٰ تجربہ رکھتے ہیں۔ مگر بعض ایسے بھی ہونگے جنہوں نے اب تک مسیحی زندگی کا ابتدائی تجربہ بھی حاصل نہیں کیا ہوگا۔ میں اس وقت ان سے پوچھتا ہوں کہ بھائی تم چاہتے ہو کہ تمہاری خدمت سے لوگ نجات پائیں کیا تم کو آپ نجات کا تجربہ ہے؟ کیا تم آپ نجات یافتہ ہو؟ میں اس نجات کی بابت دریافت کرتا ہوں جسے لوگ ایک آئندہ کی چیز سمجھتے ہیں یعنی مرنے کے بعد بہشت میں جانا۔ میں بھی اس آئندہ نجات کو مانتا اور اُس کی اُمید رکھتا ہوں۔ مگر میں اس وقت تم سے جس نجات کی بابت پوچھتا ہوں وہ حال کی نجات ہے۔ مسیحی مذہب کی سچائی تجربہ کی باتیں ہیں۔ تم اس سچائی پر جو گواہی دیتے ہو کیا وہ اپنے تجربہ سے دیتے ہو؟ اگر نہیں تو اس خدمت کو چھوڑ کر نجات کا تجربہ حاصل کرو بعد کو اُس پر گواہی دو۔

نیا مخلوق:۔ نجات یافتہ کا ثبوت یہ ہے کہ وہ مسیح میں نیا مخلوق ہوتا ہے۔ چنانچہ پولوس رسول لکھتا ہے کہ اگر کوئی مسیح میں ہے تو نیا مخلوق ہے۔ ۲ قرنتی ۵: ۱۷ پرانی چیزیں جاتی رہیں۔ دیکھو وہ نئی ہوگئیں۔ ۲ قرنتی ۵: ۱۸ نیا مخلوق نئے سرے سے خلق کیا جاتا۔ اُس کی پرانی خو اور خصلتیں

---

* پادری بی ای رے صاحب کا درس جو سیالکوٹ کنونشن کے موقعہ پر کل روز کے جلسے میں سنایا گیا اس سلسلہ میں پانچ درس ہونگے۔





جاتی رہتی ہیں۔ دوبارہ بن جاتا ہے۔ کیا تم نئے سرے سے خلق کئے گئے ہو۔ نئے بن گئے ہو؟

ایک غلط فہمی۔ بعض اس امر میں ایک وہم کئے ہیں رہتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ چال چلن کو سدھار لینا ہی نیا مخلوق بننا ہے۔ اگرچہ چال چلن کو سدھار لینا ایک مشکل امر ہے تو بھی دنیا کی نظر میں اپنے کو نیک چلن دکھانا ناممکن نہیں۔ چنانچہ بعض غیر مسیحی بھی چال چلن کے لحاظ سے دنیا میں قابل تعریف سمجھے جاتے ہیں۔ مگر دنیا کی نظر میں نیک چلن بننا اور بات ہے اور خدا جو دل اور گردوں کا جانچنے والا ہے۔ اس کی نگاہ میں صادق بننا اور بات ہے اس لئے جس چال چلن کو ہم اپنے آپ سدھارنے کی کوشش کرتے ہیں اس کو لیکے خدا کے حضور کھڑا ہونا۔ ناممکن اور خوفناک ہے۔

نئے سرے سے پیدا ہونا۔ خداوند فرماتا ہے کہ میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تک کوئی نئے سرے سے پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہت کو دیکھ نہیں سکتا۔" یوحنا ۳:۳ پس خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کے لئے محض چال چلن کا سدھار (Reformation) تو نہیں بلکہ نئے سرے سے پیدا ہونا (Regeneration) شرط ہے۔ نئے سرے سے پیدا ہونا یونانی متن کے مطابق۔ اُوپر سے پیدا ہونا ہے۔ ہماری ایک پیدائش زمین سے ہے جو ماں باپ سے ہوئی۔ دوسری پیدائش اوپر سے یعنی خدا کی طرف سے ہے۔ جب تک یہ آسمانی پیدائش نہ ہو تب تک محض تھوڑا بہت چال چلن کے سدھارنے سے ہم نئے مخلوق بنتے ہیں۔

ایک وعدہ۔ خدا کے کلام میں ایک عجیب وعدہ ہے اسے غور سے پڑھو میں تمہیں ایک نیا دل بخشونگا۔ اور ایک نئی روح تمہارے اندر میں ڈالونگا اور تمہارے گوشت میں سے سنگین دل کو نکال ڈالونگا اور گوشتین دل تمہیں عنایت کرونگا" حزقی ایل ۳۶:۲۶ اس وعدہ میں ایک نیا دل اور ایک نئی روح دینے کا وعدہ ہے دونوں ایک ہی شئے ہیں۔ وعدہ کو زیادہ مضبوط کرنے کے لئے ایک ہی بات دو طرح کے الفاظ سے دوہرائی گئی۔ اس وعدہ میں اس نئے دل کو گوشتین دل کہا گیا۔ مگر اس گوشتین دل کے مقابلہ میں ہمارے اندر ایک سنگین دل کی موجودگی دکھائی گئی اور اس سنگین دل کے نکال ڈالنے کا وعدہ کیا گیا۔

دو طرفہ جواب

ناظرین اخبار کو معلوم ہووے کہ پادری بوٹامل صاحب سکنہ رسول پور نے ایک دریافت طلب مضمون اخبار نور افشاں میں دیا جو کہ ۱۵ ستمبر ۱۹۱۱ء کے پرچہ میں صفحہ ۱۱ پر شایع ہوا اور اس کا جواب بابو حاکم علی صاحب سکنہ سانگلہ ہل نے مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۱۱ء کے پرچہ میں دیا۔ بعد ازاں مسٹر کے بی سمتھ صاحب کا جوابی مضمون ۱۳ اکتوبر ۱۹۱۱ء کے پرچے صفحہ ۱۰ میں شایع ہوا۔ اور اسی پرچہ کے صفحہ ۹ و ۱۰ پر پادری بوٹامل صاحب کا دوسرا مضمون بھی نظر سے گذرا۔ میری ناقص عقل میں دونوں طرف زیادتیاں ہیں۔ پادری بوٹامل صاحب نے جو چند سوالات بابو حاکم علے صاحب سے دریافت کئے ہیں محض ہنسی اور مذاق اڑانے کے لئے ہیں۔ یا اُن کی اپنی دلچسپی کے لئے ہیں۔ کیوں پادری صاحب انصاف سے فرمایئے یہ ٹھیک ہے کہ نہیں؟ اس علاقہ پنجاب میں اور خاصکر علاقہ منٹگمری شکل سے کوئی صاحب ہوگا جو پادری کے بی سمتھ سے واقفیت نہ رکھتے ہونگے۔ اور ممکن نہیں آپ بھائی کے بی سمتھ سے واقف نہ ہوں پادری کے سمتھ کا جیسا کہ بابو حاکم علی صاحب لکھتے ہیں اصلی نام کریم بخش سمتھ ہے۔ جن کی پیدائش ضلع سیالکوٹ میں ہوئی اور شروع میں صاحب موصوف چرچ آف سکاٹلینڈ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور بھائی نے بہت دیر تک میتھوڈسٹ اپسکوپل مشن کے ساتھ انجیل کی خدمت کی ہے اور اب بھائی ایک نئی سوسائٹی کے کہ جس کا نام جنیرس چرچ آف انڈیا ہے۔ اور جس کے بانی مبانی وہ خود آپ ہی ہیں بشری عہدے پر سرفراز ہیں اور انجیل کی خدمت کر رہے ہیں۔ پادری کے بی سمتھ صاحب کا کام اُن کی تحریر کے بموجب بہت اضلاع میں پھیلا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ مگر تاحال معلوم نہیں کہ اس کام کی نیو چٹان پر رکھی گئی ہے یا ریت پر۔ پادری بوٹامل صاحب آپ اس کام کو روکنے کی کوشش نہ کریں۔ کیونکہ اگر خدا کی طرف سے ہے تو آپ اس کو ہرگز روک نہیں سکتے دیکھئے اعمال ۶:۳۸ و ۳۹ پس اب میں تم سے کہتا ہوں کہ ان آدمیوں سے کنارہ کرو اور ان سے کچھ کام نہ رکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا سے بھی لڑنے والے ٹھہرو۔ کیونکہ یہ تدبیر یا کام اگر آدمیوں کی طرف سے ہوا تو آپ برباد ہو جائے گا۔ لیکن اگر خدا کی طرف سے ہے تو تم ان کو مغلوب نہ کر سکوگے۔ بھائی کے بی سمتھ کی رپورٹ سے واضح ہوتا ہے کہ کام ترقی پر ہے۔ خدا کرے کہ بھائی نیک نیتی اور ایمانداری سے اس کام کو چلاوے۔ ورنہ بھائی سلف سپورٹ سے بھی آزاد ہوگا۔ پادری بوٹامل صاحب فرماتے ہیں کہ بعض مناد جو کہ مشن سے کام چھوڑ دیتے ہیں یا نکالے جاتے ہیں اور کسی مشن میں کام کرنے کے لائق نہیں ہوتے ادھر ادھر پھرتے اور اپنے آپکو سلف سپورٹ مشہور کرتے ہیں۔ میرے خیال میں پادری کے بی سمتھ صاحب ان لوگوں میں سے نہیں ہیں۔ جن کی بابت پادری بوٹامل صاحب کا ایسا خیال ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ پادری کے بی سمتھ صاحب کا کام رسول پور کے نزدیک ہو رہا ہے اور پادری بوٹامل صاحب نے چونکہ دا گریں غلطی پر نہیں ہوں خود ایک سیلف سپورٹ کلیسیا کے پاسٹر ہیں۔ دور اندیشی اور ڈر سے یہ حجت میٹر دی ہے؟ کیوں پادری صاحب ٹھیک ہے کہ نہیں؟ میں آپکی

دور اندیشی کا قائل ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ کام بہت ترقی پر ہوگا۔ کیونکہ اوہر آپ زیادہ سے زیادہ کوشش کریں گے اور اوہر کے بی سمتھ صاحب زور دینگے میدان میں دوہی دوڑتے ہیں اور جو زیادہ دوڑتا ہے انعام پاتا ہے پس آپ ایسا دوڑیں کہ آپ ہی انعام پاویں۔

(۲) اب میں تھوڑی دیر کے لئے بابو حاکم علے صاحب سے مخاطب ہوتا ہوں بابو صاحب اپنے مضمون میں تحریر کرتے ہیں کہ آپ کے گلے میں مشن اور ماتحتی کی زنجیر پڑی ہوئی ہے۔ ان کے یہ الفاظ خادمان دین کی نسبت یہ کہنا فضول ہے۔ بھائی صاحب زنجیر قیدیوں کے گلے میں ہوتی ہے نہ کہ مشن ورکرز کے گلے میں بڑا افسوس ہے کہ آپ مسیحی خادموں کی نسبت ایسا کہتے ہیں تمام خادم انگریز ہوں یا دیسی ہم خدمت ہیں ہم سب ایک ہی مالک کے کھیت میں کام کر رہے ہیں۔ اور اپنی دنیاوی حاجات اسی مالک سے پوری کر رہے ہیں خواہ ہم کو دیسی کلیسیا دیوے یا ولایتی اس میں کچھ فرق نہیں ہے۔ اور اگر میں تھوڑی دیر کے لئے آپ کا خیال مان بھی لوں تو صرف پادری کے۔ بی سمتھ ہی اس زنجیر سے آزاد ہیں۔ لیکن اُن کے دیگر کارندے جن میں سے بعض کو میں جانتا ہوں اس زنجیر میں پھنسے ہوئے ہیں۔ مشن اور ماتحتی کی زنجیر سے تو سب اس وقت آزاد ہونگے جب ہر ایک ایک مشن کا بانی ہوگا۔ کیوں بھائی صاحب آپ کے خیال کے مطابق ٹھیک ہے یا نہیں۔

دوئم آپ ہرگز ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ مسٹر کے۔ بی سمتھ صاحب سلف سپورٹ ہیں۔ بھائی صاحب سلف سپورٹ کے لفظی معنے اپنے تئیں آپ سنبھالنا ہے۔ یا اپنا گزارہ آپ چلانا۔ لیکن جو کارندہ کے کسی طرح کسی سے اپنے گزارے کے لئے لیتا ہے کس طرح سلف سپورٹ کہلایا جا سکتا ہے سلف سپورٹ وہی خادم ہوگا جو کسی سوسائٹی سے اپنے گزارے کے لئے نہ لیوے خواہ وہ سوسائٹی دیسی ہو یا ولایتی لیکن روپیہ ایک ہی سکے کا ہوتا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ وہ کلیسیا جو کہ اپنے پاسٹر یا استاد کا گزارہ دیتی ہو سلف سپورٹ ہے۔ نہ کہ وہ خادم جو کہ اپنے گزارے کے لئے ان سے لیتا ہے اور ہر وقت ان کو یعنی کلیسیا کو اپنے گزارے کی بابت جتلاتا رہتا ہے۔ اور سب سے زیادہ عمدہ اور دلچسپ مضمون چندے ہی کا مضمون بنا سکتا ہے سلف سپورٹ کلیسیا۔ کا کارندہ مشن سے آزادی کی سند حاصل کر چکتا ہے۔ جو کہ اس کی باعث فخر ہوتی ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ وہ آزادی سے بھی آزاد ہونا چاہے۔ جیسا کہ آجکل بہت جگہ نظر آتا ہے کیونکہ آزادی بھی ایک حد تک ہے۔ خدا نے بابا آدم کو فعل مختاری دی۔ لیکن اس نے فعل مختاری سے آزاد ہونا چاہا اور باغ عدن سے نکالا گیا جس کا نتیجہ ہم سب بھگت رہے ہیں۔ خطرہ ہے کہ وہ جو کہ اپنے آپ کو سیلف سپورٹ خادم سمجھنے آزادی سے باہر ہوتا جاوے اور مالک اُن کو کھیت سے علیحدہ کرے اور وہی بابا آدم کا سا حال ہووے۔ مسیح نے ہم کو آزاد رہنے کے لئے آزاد کیا ہے۔ نہ کہ آزادی سے بھی آزاد ہونے کے لئے۔ جناب مشن کی ماتحتی جس کو آپ غلامی سمجھتے ہیں۔ اس آزادی سے جس کو آپ سلف سپورٹ کہتے ہیں بہتر ہے۔ اور مجھے اُمید ہے کہ خود میری بات کی تائید کروگے کیونکہ آپ بہت دیر سے علاقہ شہر پر رونق افروز ہیں اور مجھ سے زیادہ ایسے واقعات آپ کے دیکھنے میں آتے ہیں۔ ہم کو لازم ہے کہ ہم بڑی کوشش اور خبرداری سے اس خدمت کو کریں۔ تاکہ یہ ملک پنجاب جلد مسیح پر ایمان لاوے۔

(۳) اب میں تھوڑی دیر کے لئے پادری بوٹامل صاحب سے مخاطب ہوتا ہوں۔ کیا کروں میں اکیلا ہوں اور ملاقات تین صاحبوں سے کرنی ہے۔ پادری صاحب موصوف اپنے مضمون کو خوش بیانی سے بیان کرتے ہوئے مسٹر کے۔ بی سمتھ سے یوں فرماتے ہیں۔ کہ ہوم مشن اور فارن مشن میں کام کرو۔ میں جناب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ہوم مشن اور جیزس چرچ آف انڈیا میں کیا اور کتنا فرق ہے۔

جہاں تک مجھ کو علم ہے ہوم مشن میں دیسی مسیحیوں کا روپیہ خرچ ہوتا ہے اور جیزس چرچ اوف انڈیا۔ Jesus Church of India میں بھی دیسیوں کا اگر میں یہ کہوں کہ پادری صاحب نے جو کچھ دریافت کیا ہے۔ صرف تعصب اور ٹوہ سے کیا ہے تو بیجا نہ ہوگا میں آپ کی دور اندیشی کا قائل ہوں۔ آپ اطمینان رکھیں شاید وہ آپ کے کام میں دخل نہ دینگے اور اگر آپ کو ایسا ہی خیال ہے تو آپ اپنی کلیسیا کی ایسی نگہبانی کریں کہ کوئی آپ سے چھین نہ لیوے۔ آپ جیزس چرچ اوف انڈیا ہی کو ہوم مشن متصور کریں اور جہاں تک ہو سکے آپ اُن کو مدد دیویں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اُن کا کوئی بندوبست یا انتظام نہیں ہے۔ تو بذریعہ خط یا خود تشریف لے جا کر ان سے دریافت کریں اور دریافت کرنے پر اگر کوئی انتظام آپ کو نظر نہ آوے تو آپ ان کو کوئی نیک صلاح دیویں۔ لیکن ممکن نہیں کہ اُن کا کوئی بندوبست یا انتظام نہ ہو خاکسار کو پچھلے ماہ میں لائلپور جانے کا اتفاق ہوا اور مسٹر کے۔ بی سمتھ صاحب کے نیاز حاصل ہوئے اور قریباً ایک گھنٹہ تک اُن کے مکان پر ٹھہرنے کا موقعہ ملا اتنے عرصہ میں اُنہوں نے بہت سارے انتظام اپنی سوسائٹی کی نسبت بیان کئے

(۴) جناب پادری کے۔ بی سمتھ صاحب میں تھوڑی دیر کے لئے اب آپ سے مخاطب ہوتا ہوں۔ جناب آپ اپنے مضمون میں فرماتے ہیں کہ جیزس چرچ آف انڈیا Jesus Church of India

تاکوئی مشنری اور نہ ہی کوئی مناد کسی سے تنخواہ پاتے ہیں۔ اور آپ کا یہ کہنا سچ معلوم نہیں ہوتا آپ اور آپ کے مشنری اور مناد ضرور تنخواہیں پاتے ہیں۔ گو آپ اُس کو تنخواہ نہ سمجھیں تنخواہ کے لفظی معنے تن خواہ ہیں یعنے جو کچھ بدن چاہتا ہے۔

یا جس طریقے اور صورت سے جسمانی چیزیں حاصل کرتے ہیں۔ خواہ آپ مشن سے غذا پاویں یا آپ بیری مریدی سے گذارہ کریں۔ میں آپ سے بڑی عاجزی سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی اور آپ کے متعلقین کا زندوں کی جسمانی ضروریات کہاں سے پوری ہوتی ہیں اگر آپ تنخواہیں نہیں پاتے؟ آپ ضرور ہی تنخواہیں پاتے ہیں۔ اور مشن ورکرز سے زیادہ پاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ انجیل کے سنانیوالے انجیل کے وسیلے گذارہ کریں۔ وہی گذارہ جسکو آپ سیلف سپورٹ کے ریشمی کپڑے سے چھپاتے ہیں تنخواہ ہے۔ پھر آگے چلکر آپ پادری بڑتامل صاحب سے فرماتے ہیں۔ کہ مناسب تو یہ ہے۔ کہ آپ بھی میری طرح کمر باندھیں اور یسوع مسیح کا جلال ظاہر کریں یعنی اپنے خیالات کو بند کریں۔ اور خداوند کے جلال کو ظاہر ہونے دیں تاکہ اُسکی بادشاہت پھیل جاوے"۔ کیوں ہی جناب یہ تو آپ کی عجیب تعلیم معلوم ہوتی ہے۔ کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ پادری بڑتامل صاحب و دیگر خادمانِ دین جو کہ آپ کی سوسائٹی سے تعلق نہیں رکھتے۔ خداوند کا جلال ظاہر نہیں کرتے۔ نہ صرف یہ بلکہ آپ کہتے ہیں کہ جلال ہونے کو روکتے ہیں اور صرف آپ اور آپ کی سوسائٹی ہی جلال ظاہر کرتی ہے۔ آپ کے کلام سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جب تک کوئی شخص آپ کی سوسائٹی میں شریک نہ ہو یا آپ کا ہمخیال نہ ہو خداوند کا جلال ظاہر نہیں کرسکتا بھلا یہ تو بتلائیے کہ وہ خادمِ دین جس کی منادی سے آپ میں مسیح کا جلال ظاہر ہوا۔ یعنی آپ عیسائی ہوئے مشن ورکر تھا۔ یا آپ کی سلف سپورٹ صیغے میں تھا؟

میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ ہم سب ایک ہی خدمت میں لگے ہوئے ہیں اور ہماری خدمت یہی ہے کہ ہم خداوند کا جلال ظاہر کریں۔ اور پھر یہ بات اور بھی عجیب ہے جو آپ فرماتے ہیں کہ "مفت پایا مفت دو خداوند کا کلام ٹکّوں سے فروخت نہ کرو"۔ جبکہ اس سے پیشتر آپ خود مان چکے ہیں کہ انجیل کے سنانیوالا انجیل ہی سے گذارہ کرے۔ میرے خیال میں آپ کی وہ ہی مثال ہوئی "اُٹھا چوڑ کو توال کو ڈانٹے" یہ ٹکّوں سے فروخت کرنے کی بات بھی آپنے خوب کہی۔ کیوں صاحب وہی ٹکّوں والی بات آپ میں ہے یا مشن کے کارگذاروں میں۔ گذارے کے لئے مشن سے تنخواہ پاتے ہیں جو کہ ولایت کی سوسائیٹیاں بھیجتی ہیں۔ تاکہ انجیل پھیلائی جاوے۔ اور وہ ہی روپیہ کلام کے پھیلانے کے واسطے کارگذاروں کو دیا جاتا ہے۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ کلام پر روپیہ خرچ کر کے پھیلایا جاوے۔ لیکن وے جو اپنے آپ کو سیلف سپورٹ سمجھتے ہیں۔ اور کسی سوسائٹی سے اپنا گذارہ نہیں پاتے۔ باہر گاؤں میں جا کر منادی کرتے ہیں اور اس کے عوض میں اپنے گذارہ کیلئے لیتے ہیں اور جو کچھ کہ اُن کو گذارے کیلئے ملتا ہے وہ ان کے کلام کا تحفتہ یا قیمت ہے۔ اب ذرا آپ ہی انصاف کیجئے کہ کون کلام دباتی صفحہ ۱۴ پہ ملاحظہ ہو

خریداران نورافشاں کو مژدہ

ناظرین باتمکین کو واضح ہو کہ ١٩١٢ء کے نئے خریداران کو جو اب سال آئندہ کے لئے اس ماہ میں چندہ اخبار دو روپیہ آٹھ آنہ (٢؍۸) ادا کر دینگے اُن کو دو ڈھائی ماہ کے اخبار اب سے برابر ملتے رہینگے اور ان سے کچھ چارج نہ کیا جاوے گا۔ یعنے ۳۱ دسمبر ١٩١١ء تک مفت حاصل کریں گے۔ چاہئے کہ شائقین اس نادر موقعہ کو ہاتھ سے نہ کھو دیں۔ بلکہ اس دینی اخبار سے جس کا منشا اور غرض صرف روحوں کی نجات ہے۔ فائدہ حاصل کریں +

اڈیٹر و منیجر نور افشاں

شعر و سُخن

خود غرض دوست

از قلم حکیم میر کریم الدین۔ برق۔ ننگاہ ضلع جہلم

کیا ہی بھیلی جہاں میں بے دینی
زہد و تقوے پڑے ہیں بے سکینی
جس کو دیکھو خودی میں ہے سرشار
طول کھینچے ہے نشۂ خود بینی۔
منہہ پہ لاتے خوشامدوں کے ڈھیر
اور غیبت میں آبرو چھینی۔
مانگ لیں گے بہت لجاجت سے
دینا ہووے تو کرتے بد بینی
ٹال دیں گے ہزار حیلوں سے
چال پکڑے ہیں کیسی مادینی۔
طوطا چشمی نہیں کبھی اچھی
اس میں آدے ہزار نگینی
سچ کہے ہے یہ پارسی دانا
برقؔ سو چھوڑ دا یہ تسکینی
کیں ہمہ دوستاں کہ مے بینی
مگساں اند گرد شیرینی۔

مضامین

پاکیزگی

گزشتہ سے پیوستہ

پاکیزگی میں انسان کو بالکل صاف ہونا پڑتا ہے۔ اور یہ طاقت جس سے پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ مسیح میں ہم کو ملتی ہے یعنی مسیح کے پیچھے چلنے اور اُس کی مقدس تعلیم کو اپنے اندر لینے سے ہم صاف رہ سکتے ہیں۔ ہمیں اس کے لئے صرف ثابت قدمی اور استقلال کی ضرورت ہے۔ کیونکہ شیطان کا مقابلہ کرنے کے لئے ضرور ہے کہ ہم مسیح کے پیچھے رہیں۔ اور اسی کے مضبوط قلعوں میں پناہ لیں۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو مسیح ہمارے لئے بے فائدہ ہے اور ہمارا مسیحی ہونا کچھ فائدہ مند نہیں۔ مسیحی وہی ہے جو کہ دنیا پر فتح پائے۔ اور یہ نام مبارک اسی کا ہے جس نے دنیا پر فتح پائی ہے۔ جو مسیحی کہلا کر دنیا کی صورت پکڑتا جاتا ہے۔ وہ بڑے خطرے میں ہے۔

عزیزو ہم میں سے کوئی اپنے کو دھوکا نہ دے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہم میں سے بہتوں نے زمینی صورت اختیار کر رکھی ہے اور اس مقدس مرضی اور پاک تعلیم سے دور ہو گئے ہیں۔ جسکو ہمارے منجی خداوند مسیح نے اپنے شاگردوں کے آگے پیش کیا تھا۔ ہم میں تفرقے جدائیاں اور ڈاہ کی صورتیں پیدا ہو گئیں ہیں۔ کیا ہم میں بدعتوں کا آغاز انہی باتوں سے شروع نہیں ہوا تھا۔ ہم سے کوئی غافل نہ رہے۔ بلکہ یہ جان رکھے کہ خداوند ہمارا خدا غیور خدا ہے۔

باقی آئندہ

انتخاب الاخبارات

شیشہ کا عجیب غریب استعمال

آجکل شیشہ جن جن کاموں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اُن کی کوئی حد انتہا نہیں ہے۔ اور اُس کی بعض زیادہ عجیب و غریب مثالیں یہ ہیں کہ لورڈیو نے دریائے ارکناس پر ایل جارج کے پل میں شیشہ کا استعمال کیا ہے۔ یہ پل نصف میل بلند ہے۔ کیونکہ وہ گھاٹی کی ایک چٹان سے دوسری چٹان تک گیا ہے۔ اور اس کے نیچے ایک گہرا شگاف ہے۔ اس عجیب و غریب پل کا فرش ڈیڑھ ڈیڑھ مربع فٹ کے دبیز شیشوں کا آئینہ کا ہے۔ جو فولادی ڈھانچوں میں جڑے ہیں۔

شیشہ کی سڑکیں شہر لائنیس واقعہ

فرانس میں کچھ زمانہ سے سڑکوں کے کھرنجہ میں شیشہ کا استعمال ہوتا ہے۔ آٹھ آٹھ فٹ مربع پیمائش کے چوکھٹے جڑے جاتے ہیں۔ اور اس قسم کے شیشے اور پتھر کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اور ہر چوکھٹے کے سولہ حصے ہوتے ہیں۔ یہ چوکھٹے اس طرح سے ملا کر جوڑے جاتے ہیں کہ ان کے اندر پانی نہیں جاتا۔ اس قسم کے کھرنجہ میں خاص فوائد یہ ہیں کہ پتھر کی نسبت وہ زیادہ پائے دار ہوتا ہے۔ وہ سردی کو بہت کم حرکت دیسکتا ہے۔ چنانچہ یخ اس پر نوگا نہیں جمنے پاتی۔ اور پتھر سے زیادہ پائے دار اور ارزاں ہوتا ہے۔ اور مکروبوں کو اس میں ٹھہرنے کیلئے جگہ نہیں ملتی۔

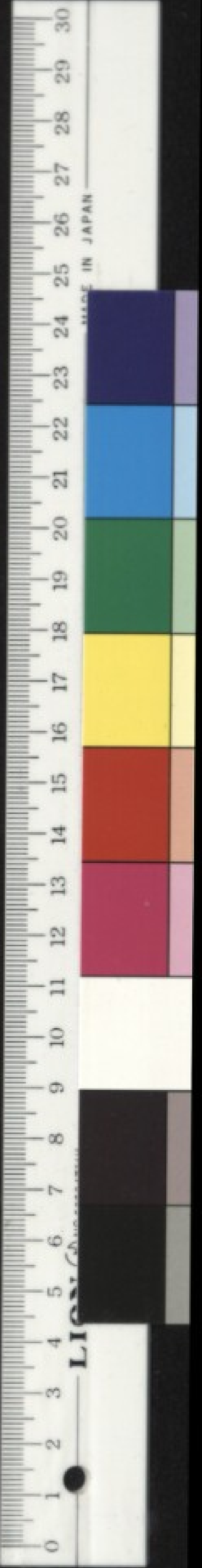
جرمنی میں فرنیک فورٹ کے قریب ٹیلیگراف کے ستون شیشہ کے بنے ہوئے ہیں۔ جس شیشہ کے یہ ستون بنائے جاتے ہیں۔ اُس کی مضبوطی کے کے پہلے ہی سے درمیان میں مضبوط آہنی تار دوڑائی جاتی ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ شیشہ کے ستون چوبی ستون پر اس وجہ سے فوقیت رکھتے ہیں کہ گرم ملکوں میں کیڑے اُنہیں نقصان نہیں پہونچا سکتے اور بارش و برف کا اُن پر اثر نہیں ہوتا ہے۔

میز پر کی شیشہ کی چادریں

زمینا الیمین نے پانی کے نل بھی شیشے کے بنائے ہیں۔ اور اس غرض سے رہ شکستہ ستون ان پر بسنیفیٹ کو منڈھ دیا ہے۔ سلطنت کے اکثر اطراف میں ان کا استعمال ہے۔ اور اسبات کا دعوے کیا جاتا ہے کہ زمین کی رطوبت تیزاب کھار وغیرہ کا اثر ان پر نہیں ہوتا۔ اور گیسیں بھی اُس میں داخل نہیں ہو سکتیں۔ نیا اس کے نئے شیشے کے کپڑے کوئی چیز نہیں کہی جس کا زمانہ ہوا وہ بازاریں فروخت کے لئے رکھے گئے تھے۔ شیشے کے کپڑے میں وہی چمک اور آب و تاب ہوتی ہے۔ جو ریشمی کپڑے سے ظاہر ہوتی ہے شیشے کے کپڑے کے سوا شیشہ کے پردے قالین اور رومال بھی بنائے جاتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ اہل جرمنی نے شیشہ کی صنعت میں کیسی ترقی کی ہے۔ (شانتی)

ہسپانیہ میں بلوے

اب تک صرف بلوا کرنے مزدوری پیشہ لوگوں میں بے چینی تھی۔ مگر اب تمام ملک میں سٹرائیک ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ انارکسٹوں کی کمیٹی نے جن کا صدر مقام بارسلونا میں ہے ۱۸ ستمبر سے عام سٹرائیک کا حکم دیا ہے اور ساہ اور ٹیلیفون کے سلسلے منقطع کرنے ریلوے لائن توڑنے اور اخباروں کے کمپوزیٹروں کو کام بند کرنے پر مجبور کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ گورنمنٹ نے بھی سختی سے کام لیا ہے۔ اور انارکسٹ کمیٹی کے اکثر ممبروں کو گرفتار بھی کر لیا ہے۔ ولنشیا میں انقلاب انگیز سٹرائیک شروع ہے۔ جنگی قانون جاری کر دیا گیا ہے۔ سخت ہنگامہ بپا





ہے۔ تار کاٹ ڈالی گئی ہیں۔ شہر پر فوج کا قبضہ ہے سراگوسا میں بھی بلوہ ہوا۔ خلقت انقلاب کے نئے نعرے لگاتی ہے۔ اور سول گارڈ پر فیر کئے گئے۔ سپاہیوں نے بھی جواب میں باڑیں چلائیں۔ کئی ایک بلوائی مارے گئے اور تعداد زخمی ہوئے۔ تمام ہسپانیہ میں جنگی قانون جاری ہو گیا ہے۔

بلباؤ میں ۳ گھنٹہ تک بلوہ رہا۔ رسالوں نے حملے کئے معلوم نہیں کہ کتنے آدمی زخمی ہوئے۔ کیونکہ وہ گرفتاری کے خوف سے اپنے اپنے گھروں میں زیر علاج ہیں۔

ولنشیا میں بلوائیوں نے ٹریم کاروں کو روک لیا۔ تمام فیکٹریوں اور جہاز سازی کے کارخانوں میں کام بند کر دیا اور دوکانوں پر پتھر برسائے۔ جنڈرمہ پر بھی سنگساری کی۔ جنڈرمہ نے توپ خانہ کی کمک کے ساتھ حملہ کیا کلیرا میں لارڈ منسٹر کے مکان پر حملہ کیا گیا اور ایک جج مارا گیا (راجپوت گزٹ)

ایک عورت کی بہادری

ہمعصر تفریح لکھتا ہے کہ جگدیش سوانہ (سلطان پور) کی ایک جوان عورت تنہا ایک گاؤں میں روانہ ہوئی اور اس کا گزر گاؤں کے اندر سے ہوا۔ یہاں عموماً ڈاکو مخفی رہتے ہیں۔ اور اکثر وارداتیں کرتے رہتے ہیں اور ایسے ظالم ہوتے ہیں کہ یہاں سے کسی شخص کا ہی بغیر کپڑے حوالہ کئے سلامت نکل جانا مشکل ہے۔ غرض یہ کہ اس عورت کو ایک موذی ڈاکو نے آگھیرا۔ جس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی۔ ڈاکو نے حکم دیا کہ کل زیور اپنا اتار دے ورنہ دیکھ لے یہ تلوار۔ عورت ہرچند دلیر تھی۔ مگر چمکتی ہوئی تلوار نے اس کے ہوش باختہ کر دیئے۔ اپنے سب زیور اتار کر رکھ دیئے پھر ڈاکو نے اس کے کانوں کو دیکھا کہ ان میں بھی کچھ ہے ڈاکو نے کہا کہ یہ بھی اتار دے۔ ورنہ کان کاٹ لونگا۔ بے چاری عورت نے ڈنڈیاں بھی اتار دیں۔ مگر اس پر بھی ڈاکو کی ہوس نہ بجھی اور پھر ڈاکو نے حکم دیا کہ بدن کے کل کپڑے اتار دے۔ اس میں عورت نے اپنی بےعزتی سمجھی اور جان دینے پر طیار ہو گئی عورت نہایت عقلمند تھی کہ ایسے نازک وقت میں اس کو داؤں سوجھ گیا۔ عورت نے ہاتھ جوڑے اور ڈاکو کے قدموں سر رکھ کر یہ التجا کی کہ تو صرف اپنا کورتہ مجھے اتار دے۔ تاکہ اسے پہن کر اپنے گھر چلی جاؤں اور سب کپڑے تجھے دیدوں ڈاکو کو اس کی التجا پر رحم آگیا۔ اس نے تلوار ہاتھ سے رکھی اور کورتہ اتارنے لگا۔ جیسے ہی کورتہ اس کے گلے میں پہونچا اور منہ کورتہ کے اندر ہوا عورت نے تلوار اٹھا کر اس کی گردن پر ایسی ضرب لگائی کہ اس کا سر تن سے جدا ہو گیا عورت تمام زیور اور سر کو بغل میں دبو چکر پولیس کی چوکی میں پہنچی اور وہ تحفہ تھانیدار کی نذر کیا اور تمام ماجرا سنایا تھانے وار نے قاعدہ کے مطابق عورت کا چالان کیا مگر عدالت نے عورت کی دلیری کی بہت قدر کی اور اسے نہ صرف رہائی بخشی۔ بلکہ مبلغ دوسو روپے انعام بھی دیئے گئے (شانتی)

گاؤں کے چھوٹے چھوٹے مقدمات فوجداری کا فیصلہ گاؤں والے ہی خود کیا کرینگے

پنجاب گورنمنٹ نے ایک مسودہ قانون بنایا ہے جس کی رو سے چھوٹے چھوٹے مقدمات فوجداری گاؤں کے لوگ خود ہی فیصلہ کر دیا کریں گے اور اس طور سے گاؤں کے ادنے معاملات میں پولیس کو مداخلت کرنے کا موقعہ نہیں ملا کریگا۔ اور نہ گاؤں والوں کو چھوٹے چھوٹے مقدمات کرنے کیلئے عدالتوں میں آنا جانا پڑیگا پنجاب کے قانون کے مطابق یہ تجویز گورنمنٹ کی نہایت عمدہ قابل تعریف ہے لائق اور قابل گاؤں والے منتخب ہو کر مجسٹریٹ بنائے جاینگے اور کئی مجسٹریٹوں کا بنچ یہ مقدمات کو فیصل کیا کرے گا فیصلہ کثرت رائے سے ہوا کرے گا۔ دیہاتی مجسٹریٹوں کے نئے کسی محرر یا منشی کی ضرورت بھی نہیں ہوگی۔ بنچ گواہوں کی شہادت اور نیز قرارداد جرم کو لکھا نہیں کرینگے۔

اس بنچوں کے روبرو وکیلوں کی پیروی کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ اور نہ ضابطہ فوجداری کے مطابق کارروائی ہوگی۔ بنچ کو ۲۰ روپیہ تک جرمانہ کی سزا اور ۴۸ گھنٹہ تک قید کرنے کا اختیار ہوگا۔ ضرب مارپیٹ۔ زبردستی روکنا بیس روپیہ تک قیمت کا مال چرانے یا زبردستی لینے۔ خیانت مجرمانہ کرنے۔ جبکہ مال کی قیمت ۲۰ روپیہ سے زیادہ نہ ہو شرارت کی راہ سے مال کو نقصان پہونچانے مداخلت بے جا بہ نیت فاسد کرنے۔ گالیاں دینے۔ توہین کرنے وغیرہ وغیرہ کے مقدمات کا فیصلہ دیہاتی مجسٹریٹوں کا پنچ کیا کریگا پنچ وارنٹ بھی جاری کر سکیگا۔

اس کی اپیل نہ ہوگی۔ جو دیہاتی مجسٹریٹ کا فیصلہ ہوگا۔

نگرانی ہوگی۔ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پنچ کے فیصلہ کو منسوخ یا ترمیم وغیرہ کر سکیں گے۔ کیونکہ دیہاتی لوگ دیہات کے معاملہ میں واقف ہوتے ہیں۔ اس لئے پنچ مجسٹریٹ فوجداری مقدمات کا فوراً فیصلہ کر دیا کرینگے ہماری رائے میں جس قدر جلد ہو سکے یہ قانون جاری کیا جاوے۔ گورنمنٹ کی یہ کارروائی نہایت فائدہ مند اور قابل تعریف ہے۔

اصل میں دیہاتی مجسٹریٹوں کے پنچ قائم کرنے کی رائے ڈی سنٹرلیزیشن کمیشن نے دی تھی۔ گورنمنٹ نے خوب کیا کہ اس کمیشن کی رائے پر عملدرآمد کا ارادہ کر لیا۔ (11)

ضرورت - ایس۔ پی۔ جی مشن جموں کے دیہاتی کام کیلئے ایک مسیحی مناد کی ضرورت ہے۔ سائل معہ سفارش عمدہ درخواست کرے۔ چرچ آف انگلینڈ کے ممبر کو ترجیح دیجائیگی نیصلہ تنخواہ بذریعہ خط وکتابت ہو سکتا ہے المشتہر: یعقوب مسیح مشنری انچارج جموں۔

کو تختوں پر فروخت کرتا ہے۔ مشن ورکر یاد رہے جو اپنے آپ کو سیلف سپورٹ ورکر سمجھتے ہیں۔ میں آپ کا سچا خیر خواہ ہو کر خلوص دلی سے صلاح دیتا ہوں۔ کہ آپ کام کو سچائی اور ایمانداری سے چلائیے اور جیسا کہ آپ نے پاک کلام سے حوالے دیئے ہیں آپ کسی کی لعن طعن سے نہ ڈریئے۔ خداوند ضرور آپ کے کام پر بڑی برکت دیگا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند اس آپ کے کام پر دن دگنی اور رات چوگنی ترقی بخشے میں آپ تینوں صاحبان کی ملاقات سے بہت خوش ہوں لیکن چونکہ وقت تھوڑا ہے۔ معافی کا خواستگار ہوں کہ برائے مہربانی اب مجھ کو اجازت دیجئے۔ اگر کسی موقعہ پر آپ پھر یاد فرمائینگے تو ضرور حاضر خدمت ہو کر نیاز حاصل کرونگا۔

میں ہوں معافی کا خواستگار آپ کا مسیحی بھائی اور بخدمت پادری اے۔ آر سالوسن ایم۔ اے مشن سادھو کے ضلع گوجرانوالہ۔

انتقال پر ملال

ناظرین نور افشاں اور بہت سے اور دوستوں کو جن کے ہاتھ سے یہ اخبار نکلے معلوم ہو کہ بتاریخ ۳۰ اکتوبر ۱۹۱۱ء بوقت ایک بجے دن کے ہمارے بزرگ مسٹر جوزف کر صاحب جو ایک پرانے اور بہت بزرگ ایلڈر دہرہ دون کلیسیا کے تھے اس جہان فانی سے کوچ کر گئے اور داغ مفارقت اپنے رشتہ داروں کو دے گئے اور اپنے آسمانی باپ کے پاس جہاں کی ڈھونڈ لگی ہوئی تھی پہونچ گئے۔ خدا تعالے نے یہ مناسب سمجھا کہ یہ بزرگ جس نے قریب ۵۰ برس دہرہ دون میں اُس کی خدمت کی ہے اور کلیسیا کے روحانی اور جسمانی بوجھ بڑی جانفشانی سے اُٹھاتے رہے اب ان تکالیف سے خلاصی پاکر ابدی آرام میں داخل ہو کر راستبازی کا تاج حاصل کریں جو کہ نجات دہندہ نے اپنے ایسے خدمت گزاروں کے لئے رکھا ہے یہ بزرگ قریب ۵ ماہ سے کمزوری کی حالت میں تھے اور رفتہ رفتہ ایسے کمزور ہو گئے کہ اب آخر میں اپنے آپ کچھ نہ کر سکتے تھے۔ میرا آنا جانا اکثر اُن کے یہاں ہوتا رہتا تھا۔ اور اکثر بیماری کی حالت میں دوا وغیرہ وہ مجھ ہی سے منگایا کرتے تھے جس وقت وہ قریب المرگ تھے۔ وہ اپنے خداوند مسیح کو یاد کرتے تھے۔ اور یہ الفاظ میں نے خود اُن کی زبان خاص سے سنے کہ اے خداوند جو میرا ہے سو تیرا ہے اور جو تیرا ہے سو میرا ہے۔ بلکہ سب کچھ تیرا ہے۔ وہ ہر روز اپنی بائبل کا مطالعہ کیا کرتے تھے اکثر جب میں ان کے پاس سے رخصت ہو کر گھر جاتا تھا تو ہمیشہ دعا کی درخواست کرتے تھے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ اُن کی زندگی بہت مسیحیوں کے لئے ایک عمدہ نمونہ ہے۔ اُن کے مزاج میں بہت سادگی پائی جاتی تھی۔ گرجہ جانے کا ان کو بہت شوق تھا کبھی عبادت سے غیر حاضر نہ ہوتے تھے۔ اگر بہت ہی لاچار ہوتے تو غیر حاضر ہو گئے۔ ورنہ کبھی نہیں۔

پس ۳۱ تاریخ صبح کے وقت ان کا جنازہ کا صندوق گرجہ میں لایا گیا۔ اور پھر عبادت کے بعد قبرستان کو لے گئے ان کے جنازہ کے ساتھ بہت مرد و عورت تھے سوا مسیحیوں کے کئی ہندو و مسلمان بھی تھے جن کو اور جن کے لڑکوں کو انھوں نے مشن اسکول میں تعلیم دی تھی اور جو انکی موت کی بابت سنتا تھا بہت افسوس ظاہر کرتا تھا۔ اب آخر میں میری عرض یہ ہے کہ آپ لوگ سب دعا کریں کہ خداوند جو تسلی کا دینے والا ہے اُن کے خاندان اور دوستوں کو تسلی اور اطمینان دے

راقم

این بینجمن۔ دہرہ دون

دوسرا سالانہ مسیحی جلسہ لودیانہ

ہمارے فتح گڈھ میں ایک فقیر تھا جس نے اپنا خزانہ تھیلیں گندی دھجیاں تیار رکھا تھا۔ ہاں یہ شخص پاگل تھا اور اپنا خزانہ مذکورہ بالا اشیا رکھتا پھرتا تھا۔ ہمارا خزانہ یہ گندی دھجیاں روپیہ پیسہ۔ دولت عزت وغیرہ ہیں۔ ڈاکٹر ہنری ونڈیک نے جو کہ امریکہ کے مشہور پادری تھے تمثیل دی کہ جنگل میں مٹی تھی اور کہتی تھی کہ کاشکہ میں کچھ بنجاؤں اور لوگ آئے اور لاکر آرے پر کچھ کچی صورت بنا کر چڑھا دیا اور جب وہ مٹی کچھ بن چکی تو اُس نے اپنے آپ کو پانی میں دیکھنا چاہا اور جب دیکھا تو کیا دیکھا کہ چار پیسے کا گملا بنا ہے۔ وہ بہت ناراض ہوئی اور تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص سے اٹھائی گئی اور اُس نے اُسے آدے پیسے لاکر ایک جگہ رکھ دیا۔ اور اُس نے اس مٹی کے گملے میں پھول کا درخت لگایا۔ اور اُس میں سے پھول نکلا تب وہ اپنی قدر کرنے لگی۔

اب پادری ای گلفرڈ صاحب نے جو کہ سی۔ ایم ایس کے پادری ہیں۔ تقریر پر تاثیر پنجابی زبان میں کس میٹھے اور پیارے لہجہ میں کی گویا کہ آپ کے منہ سے خداوند کی مدد سے معرفت اور حکمت کے پھول جھڑتے تھے۔ باقی آئندہ

---

۲ ## ضرورت ۲

بہت جلدی ایک ٹرینڈ اور تجربہ کار سینیر میتھا میٹیکل ٹیچر استاد ریاضی کی بیرنگ ہائی اسکول بٹالہ کیلئے ضرورت ہے۔ مشاہرہ ستر روپیہ ماہوار یا اس سے زیادہ بموجب لیاقت کے ملیگا۔ درخواستیں بہت جلد ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں۔

المشتھر: پرنسپل بیرنگ ہائی اسکول۔ بٹالہ۔ ضلع گورداسپور پنجاب۔

فٹ نوٹ۔ اس بحث کے متعلق اور کسی صاحب کا مضمون درج نہ ہوگا۔ اسلئے کوئی لکھنے کی تکلیف نہ اٹھائے + ایڈیٹر

سیالکوٹ کنونشن

گذشتہ سے پیوستہ

اور جو آدمی ان دونوں کو عزت اور بزرگی دیتا ہی اُس آدمی کی زندگی کو نور کے فرزند کی زندگی بنا دیتے ہیں جب وے بیان کرتے تھے تو اُس جوش میں کہ پسینہ جسم سے بہتا تھا حاضرین کنونشن اُس پیغام کے سامنے سرنگوں گویا گھٹنوں پر نظر آتے تھے اندرونی طور پر کلام اور دعا کا شوق اسقدر اُن ایام میں بڑھ گیا کہ لوگ درختوں اور گرجے کے چوگرد اور جنگل میں اِدھر اُدھر جا کر مطالعہ کیا کرتے تھے میں آزادی کے ساتھ لکھ سکتا ہوں کہ جماعت میں کلام کے مطالعہ کی روح نازل ہوئی لوگ کلام میں مگن نظر آتے+

ان پیغاموں نے جماعت کو بالکل مجرم ٹھہرایا اور توڑ دیا۔ ہم سب اپنی اپنی حالت میں شرمندہ نظر آتے تھے۔ پادری بھوبل صاحب کے اور دیگر صاحبان کے پیغاموں کے چند نوٹ میرے پاس موجود ہیں اگر کسی اور صاحب نے لکھنے میں تکلیف نہ اُٹھائی تو پھر شاید میں کچھ اور لکھ سکوں۔ پادری فورمن صاحب جو مشہور مناد اور اس کے ساتھ فصاحت اور بلاغت میں مرغوب خاطر ہیں وے سفارشی خدمت اور روح القدس کے بارے میں ہمارے سامنے خدا کی طرف سے پیغام لائے۔ پادری فورمن صاحب سچ مچ خداوند مسیح کا منہ تھے اور اُنہوں نے دعا ربانی کے اوپر کلام شروع کیا یہ عجیب الہی محبت اور قدرت سے بھری ہوئی ہمارے روبرو پیش ہوئی۔ اس دعا نے اس پیغام رساں کے ذریعہ مذہبی یا مشنوں کی فرقہ بندیوں کو چکنا چور کیا اور سوائے خداوند مسیح کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اگرچہ پادری گلفرڈ صاحب ترنتارن والے اپنے پیغام میں یعنی اپنی مناوی کے موقعہ پر مذہبی فرقہ بندیوں کو قریباً توڑ چکے تھے لیکن سب مشنوں کو ملٹن کے نام سے نامزد کیا تھا اور ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ وردی پہنا چکے تھے لیکن پادری فورمن صاحب نے وردیوں کو بھی پاک روح کے پاک جھاڑوں سے صاف کیا اور وہ لباس جو خداوند مسیح نے راستبازی کا اپنی جان دیکر ہمارے لئے تیار کرایا ہم سب کو پہنا دیا۔ اور میری دعا ہو کہ سب مشنری صاحبان اور دیسی انجیل سنانیوالے مشنری طلبان جن کو کہ خداوند نے ہندوستان سے چنا اس مبارک خدمت کیلئے ان تفرقے بازیوں میں اپنے اپنے سٹیشنوں میں جا کر پھر نہ پھنس جاویں۔ مجھ کو خوب یاد ہے کہ انگریزی میٹنگ میں میرے دوست بلکہ نزدیکی مسیحی شیریں بھائی پادری ایلیم صاحب کا زور ایک جگہ اور گذریا کے اوپر تھا۔ میں نے سیالکوٹ کنونشن کے احاطہ میں عجیب حالت دیکھی کہ جو صاحبان ایک دفعہ وہاں چلے جاتے ہیں وے عجیب یگانگت کے خیال میں یا روح میں آجاتے ہیں۔ اور کاشکہ کیوں نہ ہمارا حال زندگی کے ہر ایک گھنٹہ میں ایسا ہی رہے۔ چونکہ میرا مضمون کچھ طول پکڑتا جاتا ہے اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اُن صاحبان کے صرف نام نامی سے شائقین کو مطلع کروں کہ جو اس دفعہ کی کنونشن میں استعمال ہوا ہے۔ پادری گنڈا مل صاحب اور پادری گلفرڈ صاحب اور پادری بیسلم صاحب اور پادری طالب الدین صاحب اور مسز گلفرڈ صاحبہ یہ مذکورہ بالا صاحبان بڑے تمیو میں استعمال ہوتے رہے۔ خداوند اُن میں روحانی قوت کو اور زیادہ بڑھاوے تاکہ یہ کثرت کے ساتھ روحوں کی نجات کا باعث ہوویں۔ میں بڑی خوشی کے ساتھ اس بات کا اظہار کرنیکو تیار ہوں کہ خداوند مسیح نے ہمارے کرنل فالکن صاحب کو بہت سے نوجوانوں کی نجات یعنی جگانیکا باعث سیالکوٹ کنونشن میں ٹھہرایا خداوند کی یاد میں وے مسرور رہتے ہیں اُن کی زندگی کی حلیمی اور فروتنی اور عجیب محبت اور ملنساری ہم کو حسرت میں لے آتی ہے کنونشن کے حاضرین کو اُن کی زندگی کی زندہ گواہی سے جو وے ہر وقت ہر ایک کے سامنے دیتے رہے مجبور کرتی رہی فیصلہ کیلئے وے روحانی سفر میں دوڑ رہے ہیں۔ اُن کی آنکھ پاکیزگی پر لگ گئی ہے۔ یہ پاک زندگی اُن کو جو خداوند مسیح سے ملی مبارک ہووے۔ اور اس مضمون کے پڑھنے والوں کو بھی پاکیزہ زندگی کا شوق لگ جاوے۔ کیونکہ بغیر پاکیزگی کے خداوند کو کوئی نہ دیکھیگا۔ سکاچ مشن کا گرجا میرے روحانی باپ پادری پٹرسن صاحب اور میرے عزیز روحانی بھائی پادری ہائیڈ صاحب کو یاد کرتا رہا۔ لوگ جو دور دراز کا سفر کرکے کنونشن میں حاضر ہوئے تھے وے دونوں صاحبان کو بہت یاد کرتے تھے۔ میں یہ لکھ سکتا ہوں کہ اس دفعہ دعا کی سفارشی خدمت پادری ٹی اینڈرسن صاحب راولپنڈی والے کے سپرد خداوند نے کی اور وے دیانتداری کے ساتھ اُسکو انجام دیتے رہے۔ اور جو کوئی دعا کے اور تعریف کے لئے اندر جاتا تھا۔ صاحب موصوف اُس سے پوچھا کرتے تھے کہ بھائی صاحب کیا آپ کو نجات کی پوری تسلی ہے۔ اور طرفہ یہ کہ لوگ اپنی حالت بڑی صفائی کے ساتھ اُن کے سامنے پیش کرتے تھے۔ اور بعد وہ صاحب کلام کو اُن کے سامنے پیش کرتے اور روح القدس کے حاصل کرنیکا طریقہ اُن کو بتا دیتے۔ اور لوگ اس طریقہ سے اس روح القدس کی جلالی زندگی میں آجاتے تھے+

زنانہ دعائیہ کمرہ بھی عورتوں سے بھرا رہا۔ میرا ایک دو دفعہ وہاں جانیکا اتفاق ہوا۔ میں نے کئی ایک مسیحی بہنوں کو دعا میں پڑے ہوئے دیکھا اور خداوند مسیح کا شکر ادا کیا۔ پادری ڈبلیو بی۔ اینڈرسن صاحب جو ہندوستانیوں کے سچے دوست اور خیرخواہ خداوند کے پیغاموں کے ذریعہ اور چیئرمین کے طور پر صرف کیا خداوند کا شکر اور تعریف ہوئی پادری نزیت صاحب ظفروالے اور پادری رائے صاحب سہارنپوری اور پادری ڈیلگیٹی صاحب اور پادری ملوچند صاحب ۳ بجے کی متفرقات میٹنگس میں کثرت کے ساتھ استعمال ہوئے۔ پادری یوحنا خاں صاحب کو اگرچہ روحانی پیغام دینے کا موقعہ نہیں ملا۔ مثل مشہور ہے۔ لعل گودڑیوں میں چھپے نہیں رہتے لیکن وے محمدی بھائی جو مباحثہ کے لئے یہانتک شہر سے احاطہ کنونشن میں آیا کرتے تھے آپ نے اُن مسلمانوں کو اپنے منطق اور فلاسفی کے ذریعہ مسیحی دین کی سچائی کو ظاہر کرکے اُن کے منہہ بند کر دیئے+

باقی آئندہ

اطلاع ضروری

ناظرین نور افشاں اور دیگر شائقین کی اطلاع کے لئے ہم اس امر کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ جو اشتہارات دینی کتابوں کے سال بھر نور افشاں کے شروع اور آخر کے صفحوں پر شائع ہوتے رہے وہ آیندہ کو اس طرح شائع نہ ہوا کرینگے۔ کیونکہ باقی آئیندہ کا سلسلہ اکثر مضامین کے لطف کو کھو دیتا ہے چاہئے کہ مضامین کیلئے زیادہ جگہ ہو۔ اسلئے جو صاحبان دینی کتابوں کی ضرورت رکھتے ہیں اُن کی خدمت میں درخواست بہت پر فہرست کتب جو ہر سال نئی شائع ہوا کرتی ہے مفت بھیجی جایا کرینگی۔ اور وہ خود کتابوں اور اُن کی قیمت سے مطلع ہو جایا کرینگے۔ لودیانہ بک سٹور اور سی۔ ایل۔ ایس سوسائٹی کی کتابوں اور لاہور بکس اینڈ ٹرکٹ سوسائٹی کی کتابوں کی فہرستیں موجود ہیں جو شائقین بذریعہ درخواستوں کے مفت طلب کر سکتے ہیں +

المشتہر

ایڈیٹر و منیجر نور افشاں لودیانہ

التماس

جو صاحب خط لکھتے ہیں کہ پتہ تبدیل کیا جاوے۔ جبتک اپنا قیام گاہ کا پتہ جہاں سے تبدیل ہوتے ہیں۔ اور جس جگہ تبدیل ہو کر جاتے ہیں نہ لکھیں گے تب تک ہم اُن کے حکم کی تعمیل نہیں کریں گے۔ اور نیز جو صاحب اخبار نہ پہنچنے کی شکایت لکھتے ہیں وہ بھی اپنا پورا پورا پتہ خوشخط و چٹ کا نمبر نہ تحریر کریں گے تعمیل حکم نہیں ہوگی۔ شکایت معاف +

ایڈیٹر

+ + + + +

ڈاکٹر ایس۔ کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جُلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ۔ دوسرے دن صبح کو دست صاف ہوگا پیٹ میں گڑ بڑ درد وغیرہ کچھ نہیں ہوگی ترش معمول تمام ایسی دوا نے پہنے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوگی یہ دوائی برسوں سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے چلے آئے ہیں۔ یہ گولیاں کل بیں تی ہیں مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہئے۔ قیمت سو گولیوں کی ڈبیہ ۵ر ایک سے چھ ڈبیہ تک محصولڈاک پانچ آنہ ۵ر +

درد اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں بیمار ہو جاتا ہے یہ دوا لحظہ میں اس کو پانی کر دیتا ہے۔ درد ریاح جیسے جسم ٹیک رگوں میں ابھرتی ہے۔ کن کٹی سے جو کہیں ہو تو اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ درد وغیرہ نصف سر میں ہو۔ دور ہو جاتا ہے اس لئے ہر خاص و عام کو اس دوائی کا پاس رکھنا لازم ہے قیمت ۱۲ ٹکیوں کی چھ آنہ محصولڈاک ایک سے چھ ڈبیا تک چھ آنہ ۶ر +

ڈاکٹر ایس۔ کے برمن ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

سی پی بی ہائی سکول لودیانہ

قایم شدہ ۱۸۹۶ء

پرفضا محل وقوع

مستند اُستادان

تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ

حرفتی کارخانجات

صرف نیک چلن عیسائی طلبا داخل ہو سکتے ہیں

شرح بغرض خوراک معہ فیس جماعت فی ماہ صہ اگر دو طالب العلم ایک ہی خاندان کے ہوں للعہ یا زیادہ للعہ کتب وغیرہ خرچ علاوہ ہوگا کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں جن کرسی گرونول و کیرم وغیرہ دیگر سامان مثل الماری میز کرسی وغیرہ نہایت عمدہ اول درجہ کی لکڑی کا نہایت ارزاں قیمت پر تیار ہوتا ہے قیمت کرشاسے ۔ ماہ سے گرونول لعہ مزید دریافت حال کیلئے منیجر صاحب اسکول ہذا سے خط و کتابت کریں +

پریسبٹیرین بیواؤں اور یتیموں کا فنڈ

یہہ دیسی مسیحیوں کا سب سے پرانا فنڈ ہے اس سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن ملتی ہے۔ اور بچے بھی جبکہ وے سکولوں میں تعلیم پاتے وظیفے پا سکتے ہیں ۱۶ برس میں اس فنڈ نے ۰۰ ہزار روپیوں سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن دی ہے اگرچہ ممبران نے صرف ستر ہزار روپے چندہ اس فنڈ میں دیا ہے اور قریباً آدھ لاکھ روپے سود کے اس فنڈ میں آچکے ہیں جس حساب سے اب بینک میں ۴۳ ہزار روپیہ نقد موجود ہے ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس کا ممبر ہو سکتا ہے۔ اور نئے پراسپکٹس اُردو و انگریزی منیجنگ ڈائرکٹر پادری والٹر جے کلارک ایم۔ اے نولکھا لاہور کو لکھنے سے بہت جلد مل سکتے ہیں +

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصولڈاک　　۱ر
ہندوستان و پنجاب　　″　　معہ　　۲ر
غیر ممالک سے　　″　　″　　۵ر
قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی +

شرح اجرت اشتہارات

سال تمام	ششماہی	سہ ماہی	مقدار اشتہارات
سے	صہ	ے	کالم کا آٹھواں حصہ
للعہ	سے	صہ	چوتھائی کالم
للعہ	سعہ	سے	نصف کالم
للعہ	عہ	للعہ	پورا کالم
۱۸	سہ	سعہ	پورا صفحہ

ہر ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۲ر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا +

نوٹ:۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں +

پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی۔ ڈی اڈیٹر و منیجر نور افشاں کیلئے مشن پریس لودیانہ میں باہتمام وائلی برادرز چھپا۔